شکستِ اعدائے حسینؓ

حضرت مولانا اللہ یار خان دامت فیوضہم

عقیدہ لائبریری
www.aqeedeh.com

یہ کتاب عقیدہ لائبریری سے ڈاؤن لوڈ کی گئی ہے.

www.aqeedeh.com/ur/

E-mail: book@aqeedeh.com

بعض مفید اسلامی ویب سائٹس:

www.aqeedeh.com	www.islamic-forum.net
www.sadaislam.com	www.khatm-e-nubuwwat.com
www.zekr.tv	www.kitabosunnat.com
www.kalemeh.tv	www.muhammadilibrary.com
www.ahlehaq.org/hq	www.islamqa.info/ur
www.islamhouse.com	www.quran-o-sunnah.com
www.eeqaz.com	www.deeneislam.com
www.tauheed-sunnat.com	www.nadwatululama.org

شکستِ اعدائے حسینؓ

حضرت مولانا اللہ یار خان دامت فیوضہم

ظہور الٰہی ابن حاجی میاں محمد ساکن [illegible] تحصیل چکوال ضلع جہلم

شکست اعدائے حسین رضؓ

اس کتابچے میں خود کتب شیعہ سے اس بات کا ثبوت
فراہم کیا گیا ہے کہ حضرت حسین رضؓ کے قاتل کوفی شیعہ تھے

مصنفہ:-
حضرت العلام مولانا اللہ یار خان صاحب دامت فیوضہم
چکڑالہ ضلع میانوالی

(جملہ حقوق بحق مصنف محفوظ ہیں)

سال اشاعت ——— ۱۹۸۱ عیسوی

بار ——— دوم (ترتیب نو کے ساتھ)

تعداد ——— ایک ہزار

کتابت ——— فیض الرحمٰن فیض

مطبوعہ ——— عکاس پرنٹرز خیبر بازار پشاور

ھدیہ ——— ۲/۵۰ روپے

ادارہ نقشبندیہ اویسیہ چکوال

دیباچہ

نَحْمَدُہٗ وَ نُصَلِّی عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ وَ عَلٰی آلِہٖ وَ اَزْوَاجِہٖ وَ ذُرِّیَّتِہٖ وَ اَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ۔

امّا بعد

یکم اکتوبر ۱۹۵۵ء کو بمقام میرپور (آزاد کشمیر) "قاتلانِ حسینؓ" کے موضوع پر اہلِ سنت والجماعت اور اہلِ تشیع کے مابین ایک مناظرہ ہونا طے پایا تھا۔ اہلِ سنت والجماعت کی طرف سے جناب ڈاکٹر محمد یعقوب صاحب اور اہلِ تشیع کی طرف سے جناب احمد علی شاہ صاحب مناظرہ کے منتظم و مہتمم تھے۔ شیعہ حضرات نے اس مناظرہ کے لئے اپنے معروف مناظر مولوی محمد اسماعیل گوجروی کو دعوت دی تھی جبکہ اہلِ سنت والجماعت کی طرف سے مجھے مدعو کیا گیا تھا۔

حسب عادت جب شیعہ مناظر مولوی محمد اسماعیل صاحب دعوت و وعدہ کے باوجود وقتِ مقررہ اور مقامِ مقررہ پر بغیر کسی جواز کے تشریف نہ لائے تو منتظمین اور حاضرین بے حد مایوس ہوئے۔ شیعہ منتظمین نے وقتِ مقررہ پر اپنے کسی دوسرے مناظر کو بھی

نہ بلا کر اپنی شکست تسلیم کر لی۔ شیعہ حضرات نے بغیر مناظرہ کے شکست اس لئے قبول کر لی تھی کہ ان کے لئے ایسی شکست میدانِ مناظرہ کی یقینی شکست سے بدرجہا بہتر تھی۔

میں نے اس مناظرہ کے لئے جو دلائل مرتب کئے تھے وہ مختصر طور پر اس کتابچے میں شائع کر رہا ہوں۔ اہل تشیع کی اس شکست کی یادگار کے طور پر میں نے اس کتابچے کا نام شکست اعدائے حسینؓ رکھا ہے۔ مجھے امید ہے کہ ہر مکتب فکر کے لوگ اس سے کماحقہ مستفید اور مستفیض ہوں گے

وما توفیقی الا باللہ

(مولانا) اللہ یار خان چکڑالہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ط

بنیادی سوال

موضوعِ مناظرہ یہ ہے کہ قاتلانِ حسینؓ کون تھے؟

موضوع پر بحث کے لئے مندرجہ ذیل دو امور کی تفصیل میں جانا ضروری ہے۔

۱۔ مدعیان کا دعویٰ۔

۲۔ غیر جانبدار گواہوں کی شہادت۔

لیکن اس سے پہلے مدعیان اور مدعا علیہم کی نشاندہی کر لینا ضروری امر ہے۔ ظاہر ہے کہ اس مقدمے میں حضرت حسینؓ حضرت زین العابدینؒ اُن کے تمام رفقاء اور اہل خانہ مدعیان ہیں۔ اور قاتلانِ حسینؓ مدعا علیہم۔ اس کے بعد ہمیں اس بات کا جائزہ لینا چاہیئے کہ مدعیان نے کسی شخص یا گروہ پر...... دعویٰ بھی دائر کیا ہے یا نہیں اگر جواب ہاں میں ہے تو پھر تفتیش کے لئے غیر جانبدار گواہوں کی شہادتیں لانی ہونگی۔

لیکن یہ ایک معروف حقیقت ہے کہ کربلا ایک لق و دق صحرا تھا جس کے گرد کسی آبادی کا وجود نہ تھا۔ موقع پر یا تو مقتولین کا گروہ تھا یا قاتلان کا۔ ایسے حالات میں غیر جانبدار گواہوں کا میسر آنا ممکن نہیں مزید پیش رفت کے لئے لامحالہ ہمیں

مدعیان کے دعویٰ کی طرف ہی رجوع کرنا ہو گا۔

جب ہم مدعیان کی حیثیت پر غور کرتے ہیں تو یہ تصور بھی نہیں کر سکتے کہ وہ اپنے دعویٰ میں جھوٹے ہوں گے کیونکہ وہ خانوادۂ رسالت کے چشم و چراغ ہیں جو تمام مسلمانوں کے نزدیک نہایت ہی محترم ہیں اور شیعہ تو انہیں امام معصوم (پاک از گناہ صغیرہ و کبیرہ) مفترض الطاعتہ اور ماموٗر من اللہ مانتے ہیں۔ علاوہ ازیں اُن کے لئے جھوٹا دعویٰ دائر کرنے کی کوئی وجہ بھی تو موجود نہیں اس لئے غیر جانبدار گواہوں کی عدم موجودگی میں ہمیں قاتلان حسین رضؓ کی شناخت مدعیان کے دعویٰ کی روشنی میں ہی کرنی ہو گی۔

ان حالات میں جو گواہی بھی لائی جائیگی وہ شہادتِ سماعی (سنی ہوئی) ہو گی نہ کہ چشم دید۔ اور ایسی گواہی میں اس بات کو ملحوظ رکھنا ہو گا کہ گواہ کا سماع قاتلوں کے گروہ کے کسی شخص سے ہے یا مقتولین میں سے۔ اور اس سے بھی اہم بات یہ کہ مطلوبہ شہادت مدعیان کے دعویٰ سے بھی مطابقت رکھتی ہے یا نہیں یعنی کوئی روایت یا خبر جو کسی راوی سے منسوب ہو کر کسی کتاب میں نقل ہوئی ہو تو اُسے مدعیان کے دعویٰ کی کسوٹی پہ پرکھنا ہو گا کیونکہ غیر جانبدار گواہوں کی عدم موجودگی میں مدعیان کا دعویٰ ہی وہ کسوٹی ہے جس کی مطابقت میں دی گئی گواہی مقبول اور اس کے خلاف دی گئی . . . . .

گواہی مردود قرار پائے گی۔

دعویٰ کے خلاف لائی گئی گواہی کا ایک اور پہلو بھی قابلِ غور ہے۔ وہ یہ کہ جو گواہ مدعیان کے دعویٰ کے خلاف گواہی دے گا وہ دراصل "معصومین" کو جھوٹا بنانے کی جسارت کر رہا ہو گا جو کہ ظاہر ہے ناقابل قبول اور ناقابل برداشت ہے۔

اس صورت میں یہ سوال کہ "قاتلانِ حسین رضؓ کون تھے" یہ صورت اختیار کر گیا کہ مدعیان کا دعویٰ کن لوگوں پر ہے اب اس امر کی تحقیق ہر مسلمان پر فرض ہے تاکہ وہ حقیقی مجرم کو ہی مجرم گردانے اور بے علمی کی بنا پر بہتان طرازی کا مرتکب ہو کر اس قرآنی وعید میں داخل نہ ہو۔

مَنْ يَكْسِبْ خَطِيئَةً أَوْ إِثْمًا ثُمَّ يَرْمِ بِهِ بَرِيئًا فَقَدِ احْتَمَلَ بُهْتَانًا وَإِثْمًا مُبِينًا ۝	جس نے برائی کا کسب کیا یا گناہ کا پھر کسی غافل کے ذمہ لگایا پس اس نے بہت بڑا بہتان اور واضح گناہ اپنے ذمے لیا۔

مدعیان کے بیانات اور قاتلان حسین کی شناخت

گروہ مقتولین کے مشہور ترین ممبران جو قافلۂ حسین رضؓ میں شامل تھے اور جن کے بیانات معتبر شیعہ کتب میں

تفصیلاً درج ہیں مندرجہ ذیل ہیں۔

۱۔ حضرت حسین رضؓ
۲۔ حضرت زین العابدین رحؒ
۳۔ حضرت زینب رحؒ بنت حضرت علی رضؓ
۴۔ حضرت فاطمہ رحؒ بنت حسین رضؓ
۵۔ حضرت ام کلثوم رحؒ بنت حضرت علی رضؓ

ذیل میں ان مدعیان کے بیانات کتب شیعہ کے حوالوں کے ساتھ مختصراً درج کئے جاتے ہیں تاکہ ہر مکتبۂ فکر کے لوگوں پر عیاں ہو جائے کہ ان کا متفقہ دعویٰ کن لوگوں پر ہے۔ اس کے علاوہ انہی شیعہ کتب سے حضرت علی رضؓ حضرت حسن رضؓ حضرت محمد باقر رحؒ کے بیانات بھی مختصراً نقل کر دیئے گئے ہیں تاکہ قاتلان حسین رضؓ کی شناخت کی کاروائی کسی پہلو سے تشنۂ تکمیل نہ رہے اور کسی قسم کے شک وشبہ کی گنجائش نہ رہے۔

مدعی اول ۔ حضرت حسین رضؓ کا بیان

کوفہ کی جانب سفر کے دوران جب حضرت حسین رضؓ زبالہ کے مقام پر پہنچے تو انہیں حضرت مسلم رضؓ بن عقیل کی شہادت کی خبر ملی۔ اس پر انہوں نے بیساختہ فرمایا۔

• قَدْ خَذَلَنَا شِیعَتُنَا — ہمارے شیعوں نے ہم کو ذلیل کر دیا

(خلاصۃ المصائب صفحہ ۴۹)

ذیل میں حضرت حسین رضؓ کے عین معرکۂ کربلا میں قاتلان حسین رضؓ کے سامنے دیئے گئے تین اہم خطبے درج کئے جاتے ہیں۔

۱۔ "تم پر اور تمہارے ارادہ پر لعنت ہو۔ اے بیوفایان جفاکار، غدار، تم پر وائے ہو۔ تم نے ہنگامۂ اضطراب و اضطرار میں اپنی مدد کے لئے ہمکو بلایا۔ اور جب میں تمہارا کہنا مان کر تمہاری نصرت اور ھدایت کے لئے آیا تو تم نے شمشیر کینہ مجھ پر کھینچی۔ اپنے دشمنوں کی تم نے یاوری اور مددگاری کی اور اپنے دوستوں سے دستبردار ہوئے"

(جلاء العیون مترجم جلد دوم صفحہ ۱۸۲، ۱۸۳ مطبوعہ لاہور)

۲۔ "اے شیث بن ربعی! اے حجاز بن الجبر! اے قیس بن الاشعث! اے زید بن الحرث! کیا تم نے مجھے نہیں لکھا تھا کہ پھل پک گئے۔ زمین سرسبز ہو گئی۔ نہریں ابل پڑیں اگر آپ آئیں گے تو اپنی فوج جرار کے پاس آئیں گے۔ جلد آیئے"

(خلاصۃ المصائب صفحہ ۱۴۸)

۳۔ اور دسویں محرم کا مشہور خطبہ:۔

وَيْلَكُمْ يَا أَهْلَ الْكُوفَةِ أَنَسِيتُمْ كُتُبَكُمْ وَعُهُودَكُمُ الَّتِي أَعْطَيْتُمُوهَا وَأَشْهَدْتُمُ اللّٰهَ عَلَيْهَا وَيْلَكُمْ أَدَعَوْتُمْ ذُرِّيَّةَ أَهْلِ بَيْتِ نَبِيِّكُمْ وَزَعَمْتُمْ أَنَّكُمْ تَقْتُلُونَ أَنْفُسَكُمْ دُونَهُمْ حَتّٰى إِذَا أَتَوْكُمْ سَلَّمْتُمُوهُمْ إِلَى ابْنِ زِيَادٍ وَمَنَعْتُمُوهُمْ عَنْ مَاءِ الْفُرَاتِ بِئْسَ مَا خَلَفْتُمْ نَبِيَّكُمْ فِي ذُرِّيَّتِهِ مَا لَكُمْ لَا سَقَاكُمُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ۔	"افسوس ہو تم پر اے اہل کوفہ کیا تم بھول گئے اپنے خطوط کو، اور وہ وعدے جو تم نے کئے تھے اور خدا تعالےٰ کو ان پر گواہ ٹھہرایا تھا تم پر افسوس ہو تم نے لکھا تھا کہ اہلبیت آئیں۔ ہم ان کی مدد اور پیروی میں جانیں تک قربان کر دینگے۔ پھر جب وہ (ہم) آئے تو تم ان کو ابن زیاد کے حوالے کئے دیتے ہو اور ان پر دریائے فرات کا پانی بند کرتے ہو واقعی تم لوگ اپنے نبی کے بُرے اخلاف ہو کہ انکی اولاد کے ساتھ یہ سلوک کرتے ہو۔ خداوند تعالےٰ تمکو قیامت کے دن سیراب کرے یعنی پانی نہ دے۔"

(ذبح عظیم بحوالہ ناسخ التواریخ صفحہ ۳۳۵)

لیجئے مجرموں کی شناخت ہوگئی مگر شیعہ حضرات اب شاید یہ دعویٰ کر بیٹھیں کہ حضرت حسینؓ کے مد مقابل تمام لوگ تو کوفی نہ تھے۔ اور اگر کوفی تھے تو تمام کے تمام تو شیعہ نہ تھے تو اس کے جواب میں بھی انہی کی کتابوں سے اقتباسات ذیل میں درج کئے جاتے ہیں:۔

۱۔ خلاصۃ المصائب صفحہ ۲۰۱ پر رقم ہے:۔

لَيْسَ فِيهِمْ شَامِيٌّ وَلَا حِجَازِيٌّ بَلْ جَمِيعُهُمْ مِنْ أَهْلِ الْكُوفَةِ ۔	(حضرت حسینؓ کی فوج میں) نہ کوئی شامی تھا نہ حجازی بلکہ تمام کے تمام کوفی تھے۔

۲۔ اور شیعہ مجتہد قاضی نور اللہ شوستری اپنی کتاب مجالس المومنین مجلس اول صفحہ ۲۵ پر رقمطراز ہیں:۔

تشیع اہل کوفہ حاجت باقامت دلیل ندارد سنی بودن کوفی الاصل خلاف اصل ومحتاج دلیل است اگرچہ ابوحنیفہ کوفی باشد۔	اہل کوفہ کے شیعہ ہونے پر دلیل قائم کرنے کی ضرورت نہیں۔ اُن کا سُنی ہونا خلاف اصل اور محتاج دلیل ہے۔ اگرچہ ابوحنیفہ کوفی تھا۔

مندرجہ بالا خطبوں اور اقتباسات سے درج ذیل امور ثابت ہو گئے:۔

۱۔ حضرت حسینؓ کے مد مقابل فوج تمام کی تمام کوفی دشمنوں

پر مشتمل تھی۔

۲۔ تمام کے تمام کوفی شیعہ تھے۔

۳۔ کوفی شیعوں نے حضرت حسینؓ کو خطوط لکھے تھے جن میں انہوں نے خدا کو گواہ رکھ کر وعدہ کیا تھا کہ وہ اہل بیت کی مدد کرینگے۔ اور اس مقصد کے لئے اپنی جانوں کی بازی لگانے سے بھی گریز نہیں کرینگے۔

۴۔ جب حضرت حسینؓ ان کی دعوت پر تشریف لے گئے تو شیعانِ کوفہ نہ صرف اپنے وعدوں سے پھر گئے بلکہ مقابل بن کر سامنے آ گئے۔

۵۔ شیعانِ کوفہ نے ہی اہلِ بیت پر دریائے فرات کا پانی بند کیا۔

۶۔ اور آخر کار حضرت حسینؓ اور دیگر اہل بیت کے قتل کے مرتکب ہوئے۔

لیکن سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ انہوں نے ایسا کیوں کیا ؟ اگر تھوڑا سا غور و فکر سے کام لیا جائے تو اس کا جواب بھی مل جائے گا۔ حضرت حسینؓ کے خطبوں میں اس کا اشارہ بھی موجود ہے کہ کوفی شیعہ اہل بیت کے لئے اپنے دلوں میں کوئی پرانا بغض، کینہ یا عداوت رکھتے تھے جس کی وجہ سے انہوں نے اہل بیت کی محبت کا ڈرامہ کھیلا اور اس کی آڑ میں انہوں نے حضرت حسینؓ

کو کوفہ بلا کر اُن کو اور دیگر اہلِ بیت کو ذلیل و رسوا کر کے شہید کیا بعد ازاں کمال عیاری سے اپنے جرم کو دوسروں کے سر تھوپ کر اور اُسے بطور ہتھیار استعمال کر کے ملتِ اسلامیہ کی اندرونی شکست و ریخت کی بنیاد رکھی۔

اس بغض کی نشاندہی بھی کچھ مشکل امر نہیں۔ تفصیل تو آگے آئیگی مگر یہاں اتنا بتا دینا ضروری ہے کہ جس دن سے سعدؓ بن ابی وقاص نے خلیفہ دوم حضرت عمرؓ فاروق کی جانب سے ایران کو فتح کیا ایرانی اپنے دلوں کے اندر کینہ و انتقام کا جذبہ پالتے رہے اور فرقہ شیعہ کی بنیاد پڑ جانے سے اُن کو اظہار کے لئے پلیٹ فارم میسر آ گیا کوفی شیعہ جو کہ مجوسی تہذیب کی شکست سے سخت دل برداشتہ تھے مسلمانوں سے علی الاعلان مقابلے کی سکت تو نہ رکھتے تھے مگر یہودیوں کے ساتھ خفیہ گٹھ جوڑ کر کے اور اہل بیت کی ظاہری محبت کا دم بھر کے مسلمانوں سے اپنا انتقام لینے کی تمنا دل میں لئے ہوئے تھے۔ سانحۂ کربلا صدیوں پر محیط اس انتقام کی ابتدائی کڑیوں میں سے ایک کڑی تھی۔ آلِ رسولؐ (حضرت علیؓ اور حضرت حسنؓ کے بعد) تیسری دفعہ دشمن کی سازشوں کا شکار ہو رہے تھے مگر

شہیدانِ وفا کے حوصلے تھے داد کے قابل

وہاں پر شکر کرتے تھے جہاں پر صبر مشکل تھا

مدعی دوئم۔ حضرت زین العابدینؒ کا بیان

مدعی اوّل جو کہ سانحہ کربلا کے سب سے اہم اور سب سے مظلوم کردار تھے کا بیان آپ نے ملاحظہ کیا۔ اب اہل تشیع کے دوسرے امام کا بیان ملاحظہ فرمائیں جو کہ کربلا کے واقعات کے عینی شاہد بھی تھے اور گروہِ مقتولین کے مردوں میں سے بچ جانے والے اہم ترین فرد بھی۔ یہاں یہ بات بھی ذہن میں رکھنی چاہیئے کہ مدعی اول اور دوئم اہل تشیع کے امام ہیں اور بقول اُن کے معصوم یعنی پاک از گناہ صغیرہ وکبیرہ ہیں۔ اس لئے اُن کے بیانات اول تا آخر حقیقت پر ہی مشتمل ہوں گے۔ مدعی اول کے بیان کے اہم نکات ذہن میں رکھتے ہوئے مدعی دوئم کے بیان کے اہم اقتباسات ملاحظہ فرمائیں:۔

۱۔ حضرت حسینؓ کے قتل کے بعد جب شیعوں نے حضرت زین العابدینؒ سے اپنی اطاعت اور جان نثاری کا اظہار کیا تو انہوں نے اُن کو یوں دھتکارا:۔

" ہیہات۔ ہیہات۔ اے غدارو! مکارو! تمہاری مرادیں پوری نہ ہوں۔ کیا تم چاہتے ہو کہ مجھے بھی فریب دو۔ جیسے تم نے میرے باپ دادا کو اس سے قبل فریب دیا۔ ہرگز

نہیں۔ قسم ہے گردش والے آسمانوں کے رب کی۔ اب تک میرے والد کی شہادت کا زخم مندمل نہیں ہوا۔"

(احتجاج طبرسی صفحہ ۱۵۷)

۲۔ نیز احتجاج طبرسی صفحہ ۱۵۸ پر ہے۔

لما اتی علی بن الحسین زین العابدین بالنسوۃ من کربلاء وکان مریضا واذا نساء اھل الکوفۃ ینتدبن مشققات الجیوب والرجال معھن یبکون فقال زین العابدین بصوت ضئیل وقد نھکتہ العلۃ ان ھؤلاء یبکون فمن قتلنا غیرھم۔

جب علی بن حسینؓ (زین العابدینؒ) عورتوں کے ہمراہ کربلا سے چلے اور وہ مرض کی حالت میں تھے دیکھا کہ اہل کوفہ کی عورتیں گریبان چاک کئے ہوئے بین کر رہی ہیں اور مرد بھی اُن کے ساتھ رو رہے ہیں تو امام زین العابدینؒ نے کمزور آواز سے کیونکہ بیماری نے ان کو کمزور کر دیا تھا فرمایا یہ لوگ ہم پر رو رہے ہیں مگر ان کے سوا ہم کو قتل کس نے کیا؟

۳۔ اور اب احتجاج طبرسی صفحہ ۱۵۹ بھی ملاحظہ کر لیجئے:۔

ایھا الناس ناشدتکم باللہ ھل تعلمون انکم کتبتم الی ابی وخدعتموہ واعطیتموہ

(حضرت زین العابدینؒ نے اہل کوفہ سے کہا) اے لوگو! میں تم کو خدا کی قسم دیتا ہوں کیا تم نہیں جانتے

مِنْ اَنْفُسِكُمُ الْعَهْدَ وَا
لْمِيْثَاقَ وَالْبَيْعَةَ وَقَاتَلْتُمُوْهُ
وَخَذَلْتُمُوْهُ فَتَبًّا لَكُمْ مَا
قَدَّمْتُمْ لِاَنْفُسِكُمْ وَسُوْءَ
رَايِكُمْ بِاَيَّةِ عَيْنٍ تَنْظُرُوْنَ
اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ اِذَا تَقُوْلُ
لَكُمْ قَتَلْتُمْ عِتْرَتِيْ
وَانْتَهَكْتُمْ حُرْمَتِيْ
فَلَسْتُمْ مِنْ اُمَّتِيْ۔
قَالَتْ فَارْتَفَعَتْ
الْاَصْوَاتُ النَّاسِ بِالْبُكَاءِ
وَيَدْعُوْ بَعْضُهُمْ بَعْضًا
هَلَكْتُمْ وَمَا تَعْلَمُوْنَ۔

کہ تم نے میرے باپ کو خطوط لکھے اور اس کو دھوکہ دیا اور اس سے عہد وپیمان کیا اور اس سے بیعت بھی کی اور تم نے میرے باپ کو قتل کیا اور ذلیل کیا پس خرابی ہو تمھارے لئے جو کچھ تم نے اپنی جانوں کے لئے آگے بھیجا ہے اور بری رائے اپنی کے رکس آنکھ سے رسول صلعم کی طرف دیکھو گے۔ جب وہ فرمائیں گے کہ تم نے میری اولاد کو قتل کیا ہے اور میری بے حرمتی کی ہے۔ اور تم میری امت سے نہیں۔

پس لوگوں کے رونے کی آواز بلند ہوئی اور بعض لوگ بعض لوگوں کو پکارتے تھے کہ ہلاک ہو گئے تم۔ جس کا تم کو علم ہے

مدعی دوئم کے بیان سے نہ صرف مدعی اول کے بیان کی تصدیق ہو گئی بلکہ مدعی دوئم نے کوفی شیعوں کے خلاف مندرجہ

ذیل مزید الزامات عائد کئے۔

۱۔ کوفی شیعہ قاتل اور ذلیل کنندۂ امام ہیں۔
۲۔ کوفی شیعوں نے اہل بیت کی بے حرمتی کی۔
۳۔ کوفی شیعوں کا ماتم کرنا صریح منافقت تھی۔
۴۔ کوفی شیعوں نے مدعی کے باپ کے علاوہ مدعی کے دادا کو بھی فریب دیا تھا۔
۵۔ کوفی شیعہ اُمت رسول صلعم سے خارج ہیں۔

یہاں ضمناً طور پر یہ بات بھی ثابت ہو گئی ہے کہ کوفی شیعہ سب سے پہلے ماتمی تھے۔ اور اُن کے امام "معصوم" نے اُن کے رونے کو مگرمچھ کے آنسوؤں سے تعبیر کیا تھا۔ اب یہ تو شیعہ حضرات خود ہی بتا سکتے ہیں کہ اُن کا موجودہ زمانے میں رائج ماتم کس قبیل سے ہے۔ کیوں شیعہ حضرات۔

قتل کے بعد یہ ماتم کیسا ہے

مدعیہ سوئم حضرت زینب رض بنت حضرت علی رض کا بیان

جب کربلا سے روانہ ہو کر اسیرانِ اہل بیتِ حسین رض کوفہ میں داخل ہوئے تو کوفہ کی عورتوں اور مردوں نے رونا پیٹنا شروع کر دیا۔ ہمشیرہ حضرت حسین رض نے اُن رونے پیٹنے والوں کو مخاطب کر

کے جو تقریر فرمائی۔ وہ احتجاج طبرسی (مطبوعہ ایران) صفحہ ۱۵۸ پر یوں درج ہے:-

ثُمَّ قَالَتْ بَعْدَ حَمْدِ اللّٰهِ وَالصَّلٰوةِ عَلٰى رَسُوْلِهِ اَمَّا بَعْدُ يَا اَهْلَ الْكُوْفَةِ يَا اَهْلَ الْخَتْلِ وَالْغَدْرِ وَالْخَذْلِ۔ اِنْ قَالَتْ اَلَا بِئْسَ مَا قَدَّمَتْ لَكُمْ اَنْفُسُكُمْ اَنْ سَخِطَ اللّٰهُ عَلَيْكُمْ وَفِي الْعَذَابِ وَاَنْتُمْ خَالِدُوْنَ تَبْكُوْنَ اَيْ اَجَلْ وَاللّٰهِ فَابْكُوْا فَاِنَّكُمْ اَحْرِيَاءُ بِالْبُكَاءِ فَابْكُوْا كَثِيْرًا وَاضْحَكُوْا قَلِيْلًا

پھر فرمایا بعد حمدِ خدا وصلوٰۃ و سلام رسول صلعم کے۔

اے اہلِ کوفہ! اے اہلِ جبر و غدر اور ذلیل کنندہ۔ مزید فرمایا۔ خبردار برا ہے وہ فعل جو تمہارے نفسوں نے تمہارے لئے آگے بھیجا ہے۔ یہ کہ خدا کا غضب تم پر ہوا اور تم ہمیشہ عذاب میں رہو گے۔ کس وجہ سے روتے ہو، پس روؤ تم رونے کے لائق ہو، پس زیادہ روؤ اور کم ہنسو۔

اِلٰى اَنْ قَالَتْ شعر ؎

ثُمَّ اَنْشَأَتْ مَاذَا تَقُوْلُوْنَ اِنْ قَالَ لَكُمْ
مَاذَا فَعَلْتُمْ وَاَنْتُمْ وَاٰخِرُ الْاُمَمِ
بِاَهْلِ بَيْتِيْ وَاَوْلَادِيْ بَعْدَ مُفْتَقَدِيْ
مِنْهُمْ اُسَارٰى وَمِنْهُمْ ضُرِّجُوْا بِدَمِ

پھر یہ شعر پڑھے ؎

کیا کہو گے جب رسول خدا
سے پوچھیں گے کہ تم نے کیا ہے اور تم آخری امت
میرے اہلبیت اور اولاد کے
ساتھ میرے بعد بعض ان
قید ہوئے اور بعض ان
خون آلود کئے گئے۔

اور جلاء العیون (اردو) صفحہ ۵۰۳ پر باقر مجلسی رافضی نے حضرت زینبؓ کے خطبے کو یوں رقم کیا ہے۔

"اما بعد۔ اے اہل کوفہ۔ اے اہل غدر، مکر وحیلہ! تم ہم پر گریہ و نالہ کرتے ہو اور خود تم نے ہم کو قتل کیا ہے۔ ابھی تمہارے ظلم سے ہمارا رونا بند نہیں ہوا اور تمہارے ستم سے ہماری فریاد و نالہ ساکن نہیں ہوا"

مزید دو سطر بعد اسی صفحہ پر ہے۔

"تم نے اپنے لئے آخرت کا توشہ و ذخیرہ بہت خراب بھیجا ہے اور اپنے آپکو ابدالاباد تک جہنم کا سزاوار بنایا ہے۔ تم ہم پر گریہ و نالہ کرتے ہو حالانکہ تم نے خود ہی ہم کو قتل کیا ہے"

مزید کچھ سطور کے بعد اسی صفحہ پر:-

"اے اہل کوفہ! تمہارے یہ ہاتھ قطع کئے جائیں۔ تم پروائے ہو تم نے کن جگر گوشۂ رسول صلعم کو قتل کیا۔ اور کن پروردگان اہل بیت کو بے پردہ کیا۔ کس قدر فرزندان رسول صلعم کی تم نے خونریزی کی اور حرمت کو ضائع کیا"

شیعہ حضرات کے لئے بددعاؤں اور گریہ کے ہجوم میں حضرت زینبؓ نے بھی وہی بیان دیا ہے جو دو مدعیان پہلے دے چکے ہیں اب آج کل کے شیعہ حضرات کے ماتمی جلوسوں کو ذہن میں رکھ کر

آپ خود انصاف سے فیصلہ کریں۔ کیا یہ لوگ وہی مگرمچھ کے آنسو بہاکر ہر سال کوفی شیعوں کی سنت تازہ نہیں کرتے؟ بہرحال حضرت زینبؓ کی زبانی بھی شیعہ حضرات مکار۔ غدار دھوکہ باز اور ابدالاباد تک جہنم کے سزاوار ثابت ہوئے۔ مبارک ہوں شیعہ حضرات کو یہ خطابات اور انعامات۔

ع یہ اسکی دین ہے جسے پروردگار دے!!!

مدعیہ چہارم۔ حضرت فاطمہؓ بنتِ امام حسینؓ

اسیران کربلا جب کوفہ لائے گئے تو ان میں سے ہر ایک نے شیعانِ کوفہ کے فریب کا پول سرعام کھولا۔ اور ان کے مگرمچھ کے آنسوؤں سے ذرہ برابر متاثر نہ ہوئے۔ حضرت فاطمہؓ کا کوفی شیعوں سے خطاب جو احتجاج طبرسی کے صفحہ ۱۵۷ پر یوں رقم ہے:۔

أَمَّا بَعْد۔ يَا أَهْلَ الْكُوفَةِ يَا أَهْلَ الْمَكْرِ وَالْغَدْرِ وَ الْخُيَلَاءِ إِنَّا قَالَتْ فَكَذَّبْتُمُونَا وَكَفَّرْتُمُونَا وَرَأَيْتُمْ قِتَالَنَا حَلَالًا وَأَمْوَالَنَا نَهْبًا كَأَنَّا

اما بعد۔ اے اہل کوفہ۔ اے اہل مکر۔ غدر حیلہ و تکبر تم نے ہماری تکذیب کی اور ہمکو کافر سمجھا اور ہمکو قتل کرنا حلال جانا۔ اور ہمارے

أولاد الترك او كابل كما قَتَلْتُمْ جَدَّنَا بِالأَمْسِ وَ سُيُوفُكُمْ يَقْطُرُ مِنْ دِمَائِنَا أَهْلَ الْبَيْتِ لِحِقْدٍ مُتَقَدِّمٍ قَرَّتْ بِذَلِكُمْ عُيُونُكُمْ وَفَرِحَتْ قُلُوبُكُمْ اجْتِرَاءً مِنْكُمْ عَلَى اللهِ وَمَكَرْتُمْ وَاللهُ خَيْرُ الْمَاكِرِينَ۔

مال کو لوٹا مانند اولادِ ترک و کابل کے۔ جیسا کہ تم نے ہمارے جدّ امجد حضرت علیؓ کو قتل کیا تھا کل کے دن۔ اور تمہاری تلواروں سے ہم اہل بیت کا خون ٹپک رہا ہے۔ سابقہ کینہ کی وجہ سے۔ اس سے تمہاری آنکھیں ٹھنڈی ہوئیں اور دل خوش ہوئے۔ تم نے جرأت کی خدا پر اور مکر کیا تم نے اور اللہ تعالے بہتر تدبیر کرنے والا ہے۔

حضرت فاطمہؓ کا بیان بھی گذشتہ بیانات کی تصدیق کرتا ہے۔ بیان سے ظاہر ہے کہ شیعان کوفہ نے آلِ رسول اور اس وقت کے کافر قبائل میں کوئی تفریق نہ کی۔ انہوں نے اہل بیت کے ساتھ بعینہٖ وہی سلوک کیا جو اس وقت کافروں کے ساتھ روا رکھا جاتا تھا یعنی:۔

۱۔ آل رسول کی تکذیب کی۔
۲۔ آل رسول کو کافر سمجھا۔
۳۔ ان کے قتل کو حلال جان کر ان کا خون بہایا۔

۴۔ اُن کے مال کو لوٹنا۔

۵۔ اور یہ تمام کارروائی کارِ ثواب سمجھ کر سرانجام دی۔

۶۔ یہ تمام کارروائی کسی سابقہ کینہ کی وجہ سے عمل میں لائی گئی۔

۷۔ اس کارروائی کو کامیابی سے پایۂ تکمیل تک پہنچانے سے شیعانِ کوفہ کو دلی سرور حاصل ہوا۔

اس خطبے سے دو اور باتیں بھی معلوم ہوتیں۔ پہلی یہ کہ شیعان کوفہ نے حضرت علیؓ کو بھی انہی وجوہات کی بناء پر قتل کیا تھا۔ دوسری یہ کہ شیعانِ کوفہ کا بعد از قتل آل رسول رونا پیٹنا کسی وقتی مصلحت کی بناء پر تھا۔ اور بعد کی تاریخ شاہد ہے کہ شیعان کوفہ نے رونے پیٹنے کا کھیل اس لئے کھیلا تھا کہ اولاد علیؓ کو اپنے بھیانک جرم سے لاتعلقی کا یقین دلایا جائے اور یہ جرم کسی اور کے سر تھوپا جائے۔ اس ظاہری محبت کا جھانسا دے کر بچے کھچے افراد کو اسی طرح پھانسا جائے جس طرح حضرت علیؓ کے قتل کے بعد انہوں نے ان کے کنبے کو پھانس لیا۔ لعنت ہو ایسی محبت پر۔

ع ہوئے تم دوست جس کے دشمن اُس کا آسماں کیوں ہو

مدعیہ پنجم۔ حضرت اُمّ کلثومؓ کا بیان

جب اولادِ علیؓ کا لٹا پٹا قافلہ کوفہ میں داخل ہوا تو کوفی عورتوں نے رونا پیٹنا شروع کر دیا۔ ساتھ ساتھ انہوں نے اسیرانِ کربلا کے بچوں میں کھجوریں تقسیم کرنا شروع کر دیں۔ ان حالات میں حضرت اُمّ کلثوم رضؓ کا ردِ عمل نہ صرف اولادِ رسول کی عظمت کا آئینہ دار ہے بلکہ کوفیوں کے قاتلانِ حسینؓ ہونے کا ثبوت بھی۔ یہ تمام واقعہ جلاء العیون صفحہ ۵۰۷ پر یوں درج ہے:۔

"حضرت اُمّ کلثوم نے کہا۔ "اے اہل کوفہ اہل بیت پر تصدق حرام ہے" اور خرمے بچوں کے ہاتھوں سے لے کر زمین پر پھینک دیں۔ زنان کوفہ مقربانِ ذوالجلال کے حال پر گریہ کرتی تھیں۔ ام کلثوم نے جب انکی صدائے گریہ سنی تو محمل سے آواز دی اور فرمایا۔ "اے زنان کوفہ! تمہارے مردوں نے ہمارے مردوں کو قتل کیا اور ہم اہلِ بیت کو اسیر کیا ہے۔ پھر تم کیوں روتی ہو۔""

حضرت اُمّ کلثومؓ کا بیان بھی پچھلے تمام بیانات کی تصدیق کرتا ہے، اور مجھے امید ہے کہ اب آپ کے ذہنوں میں قاتلانِ حسینؓ کے متعلق کوئی شک و شبہ باقی نہ رہا ہو گا۔ تاہم شیعہ حضرات

پر فردِ جرم عائد کرنے سے پہلے ان کے اجتماعی کردار کے متعلق ان کے پہلے دو آئمہ (حضرت علیؓ اور حضرت حسنؓ) اور پانچویں امام (حضرت محمد باقرؒ) سے کیوں نہ پوچھ لیا جائے۔ ان بزرگوں کی گراں قدر آراء کے بعد ہم خود شیعہ حضرات کو اقرارِ جرم کی دعوت دینگے۔

حضرت علیؓ کی رائے

معتبر شیعہ کتب میں خود حضرت علیؓ کی زبانی شیعوں کی بے وفائی، بدسلوکی اور غداری کے متعلق بے حساب مواد موجود ہے۔ یہاں نہج البلاغۃ از قسم اول صفحہ ۷۷ سے اقتباس پیش کرتا ہوں۔

حضرت علیؓ نے فرمایا:۔

"اے مردوں کے ہمشکل نامردو! لڑکوں کی سی سمجھ رکھنے والو! عورتوں کی سی عقل والو! مجھے آرزو ہے کہ کاش میں نے تم کو نہ دیکھا ہوتا اور نہ پہچانا ہوتا یہ پہچاننا ایسا ہے کہ واللہ اس سے پشیمانی حاصل ہوئی اور رنج لاحق ہوا۔ خدا تم کو غارت کرے۔ تحقیق تم لوگوں نے میرا دل پیپ سے بھر دیا۔ اور میرا سینہ غصہ سے لبریز کر دیا۔ تم لوگوں نے مجھے غم کے گھونٹ سانس

لے لے کر پلائے۔ اور نافرمانی کر کے اور ساتھ نہ دے کر میری رائے کو خراب کر دیا۔ یہاں تک کہ قریش کے لوگ کہتے ہیں کہ ابن ابی طالب بہادر تو ہے لیکن اس کو لڑائی کے فن کا علم نہیں"

ایک اور اقتباس جلاء العیون باب ۳ فصل ۲ صفحہ ۲۲۹ سے نقل کرنا خالی از دلچسپی نہ ہوگا۔

"بخدا مجھے منظور ہے کہ حق تعالیٰ مجھے تم میں سے اٹھا لے۔ خداوندا تو جانتا ہے کہ میں ان سے تنگ آگیا ہوں اور یہ مجھ سے تنگ آگئے ہیں۔ میں ان سے ملول ہوں اور یہ مجھ سے ملول ہیں۔ خداوندا مجھے ان سے راحت عطا کر اور اس شخص کے ہاتھ بتلا کر کہ یہ مجھے یاد کریں"

اور نہج البلاغۃ صفحہ ۱۸۹ پر درج ہے کہ حضرت علیؓ نے فرمایا کہ "اللہ کی قسم میں آرزو کرتا ہوں کہ معاویہ:۔

فَاَخَذَ مِنِّی عَشَرَۃً واعطانی رُجُلًا مِنْهُمْ۔	مجھ سے دس آدمی (شیعہ) تم میں سے لے لیں اور اپنا ایک آدمی مجھے دیدیں۔

یعنی حضرت علیؓ اپنے دس شیعہ کے ایمان اور وفاداری کو حضرت معاویہؓ کے ایک آدمی کے برابر سمجھتے تھے۔ یقیناً حضرت

علیؓ نے یہ نسبت ابتدائے اسلام کے اس دور سے لی ہوگی جب ایک مسلمان دس کافروں پر بھاری ہوتا تھا۔

اور جلاء العیون صفحہ ۳۳ پر لکھا ہے کہ عبدالرحمٰن ابن ملجم نے حضرت علیؓ کی بیعت کی تھی اور بعد از بیعت جناب امیرؓ کو شہید کیا۔ یہ حضرت علیؓ کا پکا مرید تھا مگر شیعہ نے اُس کو خارجی مشہور کر دیا۔

حضرت حسنؓ کی رائے

احتجاج طبرسی مطبوعہ ایران صفحہ ۱۵۰ پر حضرت حسنؓ کی روداد یوں رقم ہے :-

" زید بن وہب جہنی سے روایت ہے کہ وہ کہتے ہیں جب حضرت حسنؓ بن علی کو مدائن میں نیزہ مارا گیا تو میں اُن کے پاس گیا۔ اس وقت اُن کو زخم کی بہت تکلیف تھی میں نے کہا اے فرزندِ رسول آپ کی کیا رائے ہے۔ لوگ (معاویہؓ ابن ابی سفیان سے بیعت کر لینے پر) بہت متحیر ہو رہے ہیں، حضرت حسنؓ نے کہا اللہ کی قسم میں معاویہ کو اپنے لئے اُن لوگوں سے زیادہ بہتر سمجھتا ہوں جو اپنے کو میرا شیعہ کہتے ہیں :-

فَقَالَ اَرٰی وَ اللّٰہ مُعَاوِیَۃَ خَیْرٌ لِیْ مِنْ ھٰٓؤُلَاءِ اَنَّھُمْ یَزْعَمُوْنَ لِیْ شِیْعَۃٌ وَ اَبْتَغُوْ اَقْتُلِیْ وَانْتَھَبُوْ ثَقَلِیْ وَاخَذُوْ اَمَالِیْ۔

حضرت حسنؓ نے کہا بخدا میں معاویہؓ کو اِن شیعہ سے اپنے لئے اچھا دیکھتا ہوں جو اپنے کو میرا شیعہ کہتے ہیں۔ انہوں نے میرے قتل کا ارادہ کیا۔ میرا اسباب لوٹ لیا اور میرا مال لے لیا۔

اللہ کی قسم میں معاویہؓ سے کوئی معاہدہ کر لوں جس سے میری جان اور متعلقین کی حفاظت ہو جائے یہ بہتر ہے اس سے کہ شیعہ مجھے قتل کر دیں اور میرے متعلقین ضائع ہو جائیں واللہ اگر معاویہؓ سے لڑتا تو شیعہ میری گردن پکڑ کر مجھے معاویہؓ کے حوالے کر دیتے واللہ عزت کے ساتھ معاویہؓ سے صلح کرنا اس سے بہتر ہے کہ وہ مجھے گرفتار کر کے قتل کریں یا احسان رکھ کر آزاد کریں۔ یہ اِحسان اُن کا بنی ہاشم پر قیامت تک رہے گا۔ اور معاویہؓ برابر اس احسان کا اظہار ہمارے زندہ اور مردہ پر کرتے رہیں گے۔"

اس بیان کے آئینے میں کربلا کے واقعات کا تجزیہ کر کے قاتلانِ حسینؓ کی شناخت خود کر لیجئے۔ بقول علامہ اقبالؒ

کھول کر آنکھیں میرے آئینۂ گفتار میں
آنیوالے دور کی دھندلی سی اک تصویر دیکھ

اور جلاء العیون باب ۴ فصل ۵ صفحہ ۴۱۲ پر مدح حضرت

حسنؓ کی پیشین گوئی تو علامہ اقبالؒ کے اس شعر کی تاریخی تشریح معلوم ہوتی ہے۔ آپ نے اپنے شیعوں سے فرمایا "مجھے فریب دیا جس طرح اپنے پہلے امام (حضرت علیؓ) کو تم نے فریب دیا۔ اور نہیں معلوم میرے بعد کس امام سے تم مقاتلہ کرو گے"

حضرت محمد باقرؒ کا بیان

حضرت محمد باقرؒ شیعوں کے پانچویں امام ہیں، واقعہ کربلا کے وقت انکی عمر کوئی تین یا چار سال ہوگی۔ ذیل میں آپ کا بیان جلاء العیون کے صفحہ ۳۲۶ سے نقل کیا جاتا ہے۔ بیان کردہ واقعات انہوں نے یقیناً اپنے والد محترم حضرت زین العابدینؒ اور گھر کے دیگر بزرگوں سے سنے ہوں گے اس لئے شیعہ حضرات کسی صورت میں بھی اس بیان کو غلط یا جھوٹ ثابت نہیں کر سکتے حضرت نے شیعوں کے متعلق بات کرتے ہوئے فرمایا :-

"جب امیر المؤمنینؓ سے بیعت کی۔ پھر اُن سے بیعت شکستہ کی اور اُن پر شمشیر کھینچی۔ اور امیر المؤمنینؓ ہمیشہ اُن سے بمقامِ مجادلہ اور محاربہ تھے اور ان سے آزار و مشقت پاتے تھے۔ یہاں تک کہ اُن کو شہید کیا۔ اور پھر اُن کے فرزند امام حسنؓ کی بیعت کی۔ اور بیعت کے بعد اُن سے بدعہدی کی اور مکر کیا اور چاہا کہ اُن کو

دشمن کے حوالے کر دیں۔ اور اہلِ عراق ان کے سامنے کھڑے ہو گئے اور اُن کے پہلو میں خنجر مارا اور ان کا خیمہ لوٹ لیا۔ یہاں تک کہ آپکی لونڈیوں کے پاؤں سے خلخال (پازیب) اتار لیں۔ اور آپکو پریشان کر دیا۔ حتیٰ کہ آپ نے معاویہؓ سے صلح کر لی اور اپنی اور اپنے اہلِ بیت کی جانوں کی حفاظت کر لی۔ اہلِ بیت اُن کے بہت تھوڑے تھے پھر بیس ہزار اہلِ عراق نے امام حسینؓ کے ہاتھ پر بیعت کی اور جن لوگوں نے ان کی بیعت کی تھی انہوں نے ان پر تلوار چلائی اور ابھی آں حضرت کی بیعت انکی گردنوں میں تھی کہ آپکو شہید کر دیا"

حضرت محمد باقرؒ کے بیان سے پہلے پانچ مدعیان کے بیانات کی تائید و تصدیق کے علاوہ مندرجہ ذیل امور کی بھی مزید وضاحت ہو گئی :-

۱۔ اہلِ بیت کے ساتھ محبت کے پردے میں شیعہ اہلِ بیت کے بدترین دشمن ہیں۔
۲۔ شیعہ مذہب میں ابتداء سے ہی آئمہ کو پریشان اور قتل کرنے کا دستور رائج رہا ہے۔

اقرارِ جرم

کتبِ شیعہ سے منقول مدعیان کے بیانات اور دیگر اقتباسات سے یہ بات تو پایۂ ثبوت کو پہنچی کہ قاتلانِ حسین رض کوفی شیعہ تھے۔ انہوں نے ہی اہلبیت پر دریائے فرات کا پانی بند کیا اور طرح طرح کی اذیتیں دیکر اہل بیت کو شہید کیا اور بعد ازاں رو پیٹ کر ع

دھوئے گئے وہ ایسے کہ بس پاک ہو گئے

یہاں فطری طور پر یہ سوال ذہن میں ابھرتا ہے کہ مدعا علیہم اپنے سنگین جرم کا اقرار بھی کرتے ہیں یا نہیں کیونکہ اگر ایسا ہے تو پھر سرے سے کسی گواہ کی ضرورت ہی نہیں رہتی۔

درحقیقت مدعا علیہم اپنے سنگین جرم کا اقرار کر چکے ہیں اور جھوٹی توبہ کا ڈرامہ بھی کھیل چکے ہیں۔ شیعوں کے مجتہد اعظم قاضی نور اللہ شوستری مجالس المومنین مجلس ہشتم صفحہ ۴۱/۲۴۰ ج ۲ شیعانِ کوفہ کی زبانی اقرارِ جرم یوں رقم کرتے ہیں:-

اکنوں از اعمال سیئہ خویش نادم گشتہ میخواہیم کہ دست در دامنِ توبہ و انابت زنیم شاید کہ خداوندِ عزوعلا توبۂ ما را

اب ہم اپنی بداعمالیوں پر نادم ہوتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ توبہ کریں۔ شاید اللہ تعالیٰ ہماری توبہ قبول فرما

قبول کردہ بر ما رحمت کند۔ و ہر کس کہ ازاں جماعت کہ بر کربلا رفتہ بودند عذرے می گفتند سلیمان بن صرد گفت ہیچ چارہ نمیدانیم جز آنکہ خود را عرضۂ تیغ آوریم چنانچہ بسیارے بنی اسرائیل تیغ در یکدیگر نہادند قال اللہ تعالیٰ انکم ظلمتم انفسکم (الآیۃ) و مجموعہ شیعہ بزانوئے استغفار در آمدہ

ہم پر رحم کرے۔ اس جماعت سے جتنے لوگ کربلا (بمقابلہ حضرت حسین رض) گئے تھے سب اسی طرح معذرت کرنے لگے۔ سلیمان بن صرد نے کہا میرے خیال میں اسکے سوا کوئی چارہ نہیں کہ ہم لوگ خود کو تیغ بکف میدان میں لائیں جیسے بنی اسرائیل کے اکثر لوگوں نے باہم ایکدوسرے کو قتل کیا تھا جیسے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے تم نے اپنی جانوں پر ظلم کیا۔ یہ کہکر تمام شیعہ استغفار کے لئے زانو کے بل گر پڑے۔

سلیمان بن صرد وہی شخص ہے جس کے مکان پر شیعانِ کوفہ حضرت حسین رض کو مدعو کرنے کے لئے پہلے پہل اکٹھے ہوئے تھے۔ اسی شخص نے سب سے پہلے حضرت حسین رض کو دعوت نامہ بھیجا تھا۔ بعد ازاں یہی شخص امیر التوابین بنکر حضرت حسین رض کی قبر پر توبہ اور عذر کرنے کے لئے گیا۔ لیکن شیعوں کی بعد کی تاریخ گواہ ہے کہ

ع میری توبہ بھی کوئی توبہ ہے
جب بہار آئی تو توڑ ڈالی ہے

تو شیعہ مجرمان نے اقرارِ جرم کر لیا اور توبہ کی کاروائی کا بھی آغاز کر دیا۔ مگر آج کے شیعہ اہل سنت والجماعت کو مجرم قرار دے کر اپنے آباؤ اجداد کے جرم کو چھپاتے پھرتے ہیں۔ اور اُنکی کوشش یہی ہوتی ہے کہ اِتنا جھوٹ بولا جائے کہ وہ سچ دکھائی دینے لگے۔

اقرارِ جرم کے بعد شیعہ کتب سے ایک اور حوالہ یہاں بے محل نہ ہوگا۔ شیعہ کتب میں مذکور ہے کہ آئمہ کا قاتل حرامزادہ ہوتا ہے۔ جلاء العیون صفحہ ۱۴۳ اور احتجاج طبرسی صفحہ ۳۸ پر درج ہے :-

"احادیثِ کثیرہ میں آئمہ اطہار علیہم السلام سے منقول ہے کہ پیغمبروں کو اور اُن کے اوصیا کو اور انکی ذریت کو قتل نہیں کرتا مگر ولدالزنا اور ان کے قتل کا ارادہ نہیں کرتا مگر فرزندِ زنا۔ فلعنۃ اللہ علیہ اجمعین الی یوم الدین۔"

ع ہے تجھ میں مُکر جانے کی جرات تو مُکر جا۔

یزید اور قتلِ حسینؓ

شیعہ حضرات نے اپنے جرم پر پردہ ڈالنے کے لئے ہر دور میں عوام الناس کو یہ باور کرانے کی انتہائی کوشش کی ہے کہ قتلِ حسینؓ کا اصلی مجرم یزید ہے۔ لیکن مستند اور معتبر شیعہ کتابوں سے یزید کے متعلق جو معلومات حاصل ہوتی ہیں اُن سے تو یہ پتہ چلتا ہے کہ یزید نے نہ تو حضرت حسینؓ کے قتل کا حکم دیا تھا۔ نہ ہی کوئی ایسی سازش تیار کی تھی اور نہ ہی وہ قتلِ حسینؓ پر راضی تھا۔ ذیل میں کتبِ شیعہ سے اقتباسات نقل کئے جاتے ہیں جو کہ اس سانحہ میں حضرت معاویہؓ کی وصیت کے پسِ منظر میں یزید کے طرزِ عمل کی عکاسی کرتے ہیں۔

۱۔ حضرت معاویہؓ نے رحلت کے وقت یزید کو جو وصیتیں کیں اُن میں سے کچھ درج ذیل ہیں۔

(۱) حضرت معاویہؓ نے اپنے مرضِ وفات میں فرمایا کہ رسول خدا صلعم نے مجھے ایک کرتہ دیا تھا وہ میں نے رکھ چھوڑا ہے اور آپ صلعم نے ایک دن اپنے ناخن ترشوائے تھے۔ وہ تراشہ میں نے ایک شیشی میں رکھا ہے۔ جب میں مر جاؤں تو مجھے وہی کُرتا پہنانا اور ناخن کے تراشے کو پیس کر میری

آنکھوں میں اور میرے منہ میں ڈال دینا امید ہے اللہ اس
کی برکت سے میرے اوپر رحم کرے گا۔

تاریخ طبری صفحہ ۱۶۲

(ب) لیکن امام حسینؓ۔ پس ان کی نسبت وقرابت تجھے جناب رسالتماب صلعم سے معلوم ہے۔ وہ حضرت صلعم کے بدن کے ٹکڑے ہیں۔ انہی کے گوشت وخون سے انہوں نے پرورش پائی ہے مجھے علم ہے کہ عراق والے اُن کو اپنی طرف بلائیں گے اور اُن کی مدد نہ کرینگے۔ اگر تو اُن پر قابو پائے تو اُن کے حقوق اور عزت کو پہچاننا اور اُن کا مرتبہ اور قرابت جو رسول صلعم سے ہے اس کو یاد رکھنا۔ اُن کے افعال کا اُن سے مواخذہ نہ کرنا۔ اور اس مدت میں جو روابط میں نے ان سے مضبوط کئے ہیں اُن کو نہ توڑنا۔ خبردار ان کو کوئی تکلیف نہ دینا۔

جلاء العیون صفحہ ۴۲۱

(ج) اے بیٹا ہوس نہ کرنا اور نیک کردار رہنا تاکہ جب اللہ تعالےٰ کے سامنے حاضر ہو تو تیری گردن پر حسینؓ بن علی رضؓ کا خون نہ ہو۔ ورنہ کبھی آسائش نہ دیکھے گا اور ہمیشہ ہمیشہ عذاب میں مبتلا رہے گا (ناسخ التواریخ)

۲- یزید نے مدینہ کے حاکم مروان بن حکم کو جو حضرت علیؓ اور انکی اولاد کا دشمن تھا برخواست کیا اور ولید بن عقبہ بن ابی سفیان

جو ان کا خیرخواہ تھا اور اُن کے خلاف کاروائی نہیں کرنا چاہتا تھا مدینہ کا حاکم مقرر کیا۔

جلاء العیون صفحہ ۴۲۲، ۴۲۴، ۴۲۵

۳- جب حضرت حسینؓ نے عراق کے سفر کی تیاریاں شروع کیں تو آپ کے عزیز واقارب بے حد پریشان ہو گئے انہوں نے آپکو روکنے کے لئے کوششیں کیں اور التجا کی کہ کوفیوں پر اعتبار نہ کریں۔ ابن عباسؓ نے یہ خبر سنی تو کہا "میں خدا کا واسطہ دے کر آپکی منت کرتا ہوں کہ آپ اپنا ارادہ ترک کر دیں۔ اور اگر ضرور ہی جانا ہے تو عورتوں اور بچوں کو ساتھ مت لے جایئے کوفی یقیناً آپکو دھوکہ دینگے"۔ عبداللہ بن جعفر طیارؓ نے بھی آپکو روکنے کی کوشش کی مگر حضرت حسینؓ اپنے ارادے پر قائم رہے عبداللہ بن جعفرؓ نے اپنی زوجہ زینبؓ بنت علیؓ کو بھی روکنے کی کوشش کی مگر جب وہ نہ رکیں تو انہیں طلاق دیدی -

۴- گو کہ آپ (حضرت حسینؓ) نے اعلانیہ بیعت سے انکار کر دیا تھا مگر میدانِ کربلا سے خود یزید کے پاس جانے کے لئے تیار تھے (یعنی اُنہیں کوفیوں کی بہ نسبت یزید سے بہتر سلوک کی توقع تھی) خلاصۃ المصائب صفحہ ۱۰۲

۵- یزید نے جب حضرت حسینؓ کی شہادت کی خبر سنی تو انا للہ و انا الیہ راجعون پڑھا۔ خلاصۃ المصائب صفحہ ۳،۳

٦۔ "یزید کچھ دیر دم بخود کھڑا رہا۔ پھر سر اٹھا کر کہا کہ میں اس پر راضی تھا کہ بلا قتل حسینؓ میری اطاعت کی جاتی۔ لیکن میں اگر ان کے ساتھ ہوتا تو حسینؓ کو ضرور معاف کر دیتا۔"

ناسخ التواریخ صفحہ ٣٦٩

٧۔ ابن زیاد ملعون نے حسینؓ کے معاملہ میں جلدی کی۔ میں (یزید) ان کے قتل پر راضی نہ تھا۔

جلاء العیون صفحہ ٥٢٧

٨۔ کہ کسے وارد شد خبر آورد وگفت دیدہ تو روشن کہ سر حسین وارد شد۔ آں نظر غضبناک کرد و گفت دیدہ ات روشن مباد۔

کسی نے آکر یزید سے کہا تیری آنکھیں روشن ہوں حسینؓ کا سر آگیا ہے یزید نے بنظر غضب اس کی طرف دیکھا اور کہا تیری آنکھیں روشن نہ ہوں۔

نہج الاحزان مطبوعہ ایران صفحہ ٣٢١

٩۔ اور شمر نے جب حضرت حسینؓ کا سر یزید کے پاس پہنچا کر انعام طلب کیا تو یزید نے غضبناک ہو کر اسے وہاں سے نکال دیا۔

فَغَضِبَ یَزِیْدُ وَ نَظَرَ اِلَیْهِ نَظَرًا شَدِیْدًا وَقَالَ مَلَاءَ اللّٰهُ رِکَابَکَ نَارًا وَیْلٌ لَّکَ

پس یزید نے غضبناک ہو کر شمر کی طرف دیکھا اور کہا اللہ تعالٰے تیری رکاب آگ سے بھر

اِذَا عَلِمْتَ اَنَّهُ خَیْرُ الْخَلْقِ فَلِمَ قَتَلْتَهُ اُخْرُجْ مِنْ بَیْنَ یَدَیَّ لَا جَائِزَةَ لَکَ عِنْدِیْ

دے۔ تمہارے لئے ہلاکت ہو جب تجھے علم تھا کہ یہ تمام مخلوق سے افضل ہے تو تو نے اسے کیوں قتل کیا۔ نکل جا میرے سامنے سے میرے پاس تیرے لئے کوئی انعام نہیں۔

خلاصۃ المصائب صفحہ ٣٠٤

١٠۔ امام حسینؓ کا سر سونے کے طشت میں رکھا اور کہا اے حسینؓ تم پر اللہ کی رحمت ہو تمہارے ہنسنے کی جگہ کتنی اچھی ہے

خلاصۃ المصائب صفحہ ٣٤

١١۔ تباہ حال قافلہ جب دمشق پہنچا تو یہ دیکھ کر یزید رو پڑا۔ اس کے ہاتھ میں ایک رومال تھا جس سے آنسو پونچھتا جاتا تھا اس نے سب کو اپنی زوجہ ہند بنت عامر کے پاس بھیج دیا جب اہل بیت حسینؓ محل میں پہنچے تو گریہ و زاری بلند ہوئی جسکی آواز بھی سنائی دیتی تھی۔

خلاصۃ المصائب صفحہ ٢٩٣

١٢۔ حضرت علیؓ (زین العابدینؓ) کی عزت کی۔ صبح و شام ان کو شریک طعام کرتا تھا۔ جب وہ دسترخوان پر نہ آتے یزید کھانا نہ کھاتا نہ آرام کرتا۔

جلاء العیون اور طراز مذہب مظفری صفحہ ۱۶۸

۱۳۔ حضرت زین العابدین رض کے استفسار پر یزید نے یوں جواب دیا :۔

قَالَ یَزِیدُ یَعنَ اللّٰہُ ابن مَرجَانَۃَ فواللّٰہِ ما امرتہٗ بقتلِ اَبِیکَ وَلَوْ کُنتُ متولّیاً بقتالِہٖ مَا قتلتہٗ

یزید نے کہا ابن مرجانہ (ابن ... پر خدا لعنت کرے۔ میں نے ا... کو تیرے باپ کے قتل کا حکم نہ... دیا تھا۔ اور اگر میں خود معرکہ ... میں ہوتا تو میں کبھی اسے قتل نہ ...

احتجاج طبرسی صفحہ ۱۶۲

۱۴۔ قیام دمشق کے دوران اور وہاں سے رخصت کے وقت یزید نے آل رسول کے ساتھ نہایت فیاضانہ سلوک کیا۔ حضرت زین العابدینؒ سے پھر کہا "ابن مرجانہ پر خدا کی لعنت ہو۔ واللہ اگر میں حسینؓ کے ساتھ ہوتا ... وہ میرے سامنے اپنی شرط پیش کرتے تو میں اسے منظور کر لیتا۔ میں ان کی جان ہر ممکن طریقے سے بچا... اگرچہ ایسا کرنے میں خود میرے کسی بیٹے کی جان چلی جا... لیکن خدا کو وہی منظور تھا جو ہو چکا۔ دیکھو مجھ سے برابر خط و کتابت کرتے رہنا اور جو ضرورت پیش آئے خبر کر دینا"

خلاصۃ المصائب صفحہ ۳۹۲ اور ۴۰۵
جلاء العیون صفحہ ۵۲۲

۱۵۔ یزید نے نعمان بشیر جو کہ خیر خواہ اہل بیت حسینؓ تھا۔ کو پانچسو سوار دیکر اہل بیت حسین رضکے ساتھ مدینہ روانہ کیا۔ نعمان نے راستہ بھر اُن لوگوں سے بہت اچھا برتاؤ کیا۔

شیعہ کتب سے تو یہی معلوم ہوتا ہے کہ یزید نے حضرت حسینؓ کے قتل کے لئے کسی قسم کے احکامات نہیں جاری کئے تھے۔ بلکہ یزید کو تو حضرت حسینؓ کی شہادت کا بیحد رنج ہوا تھا۔ یزید نے اہل بیت حسین رض کی دلجوئی کی بھی بیحد کوشش کی تھی۔

شیعہ کتب سے نقل کئے گئے اقتباسات کو ذہن میں رکھ کر ذیل میں کئے گئے سوالات کے جوابات آپ خود ہی دیجیئے

۱۔ اس بات میں تو کسی مکتبۂ فکر کے لوگوں کو شک و شبہ نہیں کہ حضرت معاویہ رضکی وصیت سیاسی بصیرت کا شاہکار ہے۔ اہل عراق کے بارے میں انکی پیشین گوئی حرف بحرف پوری ہوئی۔ حضرت حسین رض سے رویے کے بارے میں ان کی وصیت ابھی یزید کے ذہن میں تازہ ہی ہوگی کہ حالات و واقعات تیزی سے کربلا کی دہلیز تک جا پہنچے۔ یاد رکھنے کی بات یہ ہے کہ اس وقت تمام مواصلاتی سلسلے اونٹ اور گھوڑے کے مرہون منت تھے اور دمشق و کربلا کا درمیانی فاصلہ تقریبًا

ساڑھے چار سو میل ہے۔ اس لئے یزید کو میدانِ جنگ سے پل پل کی خبریں ملنے والی بات قطعاً غلط ہے۔ ہاں اگر اس زمانے میں آج کل کے مواصلاتی سلسلے میسر ہوتے اور یزید میدان جنگ کے فیصلوں پر دمشق سے فوری طور پر اثر انداز ہو سکتا تو اس صورت میں ہم یہ سوال کرتے کہ کیا وہ حضرت حسین رضؓ اور ان کے اہل بیت سے متعلق اپنے باپ کی وصیّت پر عمل کرتا یا نہیں ؟

یزید نے مدینہ منورہ میں جو حاکم مقرر کیا تھا وہ خیر خواہانِ آلِ رسول میں سے تھا۔ اسی طرح حاکم کوفہ ابن زیاد اور اس کے ساتھی یعنی ابنِ سعد اور شمر سبھی آلِ رسول کے قریبی رشتہ دار تھے۔ یہاں ان تعلقات کی تھوڑی سی جھلک پیش کی جاتی ہے۔

۔ ابن زیاد

(۱) بقولِ ملا باقر مجلسی حضرت علی رضؓ کا خاص عامل تھا۔

(۲) نہجہ البلاغتہ صفحہ ۴۰۷ پر حضرت علی کے ایک خط سے بھی پتہ چلتا ہے کہ وہ شیعہ تھا۔

(۳) حضور صلعم اس کے حقیقی پھوپھا تھے۔ حضرت علی رضؓ اور حضرت حسین رضؓ سے بھی اس کی رشتہ داری تھی

(۴) سانحہ کربلا کے بعد اس نے حضرت حسین رضؓ کے قاتل سنان

بن انس کو قتل کرا دیا تھا۔ (خلاصتہ المصائب صفحہ ۲۸۰)

(۵) حضرت مسلم بن عقیل کے بیٹوں کے سر جب اس کے سامنے پیش کئے گئے تو وہ تین مرتبہ تعظیماً اٹھا بیٹھا اور پھر قاتل سے یہ کہکر اگر وہ انہیں زندہ لاتا تو بہت انعام پاتا اسے قتل کرا دیا۔ (خلاصتہ المصائب صفحہ ۴۲۷)

ب۔ **ابن سعد** :۔ حضور صلعم کا ماموں زاد بھائی تھا۔ کربلا میں رات کے وقت حضرت حسین رضؓ کے پاس جاکر دیر تک بیٹھا کرتا تھا۔ اس نے اپنی طرف سے انتہائی کوشش کی تھی کہ فریقین میں صلح ہو جائے۔
(جلاء العیون صفحہ ۴۶۰)

ت۔ **شمر** :۔ حضرت حسین رضؓ کا سالا اور برادرانِ حسین رضؓ جعفر رضؓ، عباس رضؓ اور عثمان رضؓ کا ماموں تھا۔ جنگِ صفین میں حضرت علی رضؓ کی طرف سے حضرت معاویہ رضؓ کے خلاف بے جگری سے لڑا۔ (جلاء العیون صفحہ ۴۶۱)

کیا کوفہ میں ان لوگوں کی موجودگی سے مندرجہ ذیل نتائج اخذ کرنے زیادہ صحیح نہ ہوں گے ؟

۱- شیعانِ کوفہ ان لوگوں کو حضرت علی رضؓ کی طرح بے بس کرکے اُن کی ذاتی رائے پر اثر انداز ہو گئے۔

۲- شیعانِ کوفہ نے جنگ جمل کی طرح کربلا میں بھی صلح کی

بات کو سبوتاژ کر کے سانحہ کربلا کو جنم دیا۔

۳ - ھاشمی اور اموی دونوں قبیلۂ قریش کے مشہور سردار عبدمناف کی اولاد تھے۔ وہ عموماً آپس ہی میں رشتے ناطے کرتے تھے۔ اور دوسرے قبائل سے احتراز برتتے تھے۔ تاریخ گواہ ہے کہ سانحہ کربلا کے بعد ہاشمی اور اموی قرابت داریوں میں قطعاً کوئی فرق نہیں آیا۔ سانحہ کربلا کے بعد آلِ رسول کی بہت سی شہزادیاں اُموی امیرزادوں کے ساتھ بیاہی گئیں۔ اسی طرح کئی ایک اُموی امیرزادیاں ہاشمی شہزادوں کے عقد میں آئیں۔ اس کے علاوہ دو اور رشتے جو کربلا سے پہلے کے تھے یہاں اُن کا ذکر خالی از دلچسپی نہ ہوگا۔

۴ الف۔ یزید۔ عبداللہ بن جعفرؓ بن ابی طالب کا داماد تھا۔ اور حضرت زینبؓ اس کی سوتیلی ساس تھیں۔

۴ ب۔ اسی طرح حضرت حسینؓ یزید کے بہنوئی تھے۔ یعنی یزید کی پھوپھی زاد بہن لیلیٰ بنت میمونہ حضرت حسینؓ کے نکاح میں تھی۔ حضرت علی اکبرؒ جو کربلا میں شہید ہوئے یزید کے بھانجے تھے۔

اگر آلِ رسول یزید کو سانحہ کربلا کا ذمہ وار سمجھتے تو کیا خانگی تعلقات کی یہ نوعیت برقرار رہ سکتی تھی۔؟

۴ - الف۔ حضرت زین العابدینؒ نے یزید کو ہمیشہ ہمدرد جانا۔ اور یزید کی بیعت پر قائم رہے۔ کبھی کسی باغیانہ تحریک کا ساتھ نہ دیا۔ اہلِ مدینہ کی بغاوت کی خبر انہوں نے ہی سب سے پہلے یزید کو دی تھی۔

۴ ب۔ حضرت زین العابدینؒ یزید سے نہایت انکساری سے بات کیا کرتے تھے۔ ایک دفعہ انہوں نے کہا۔

قد اقررتُ لكَ بما سُئلت اَنا عبدٌ مُكرِهٌ اِنْ شِئْتَ فَامْسِكْ وَاِنْ شِئْتَ فَبِعْ	"تحقیق میں تیری ہر بات کو مانتا ہوں جو تو چاہے اور سوال کرے میں تیرا ماتحت غلام ہوں۔ چاہے مجھ سے خدمت لے اور چاہے فروخت کر ڈال۔

(فروع کافی کتاب الروضہ صفحہ ۱۰۰)

۴ ت۔ حضرت زین العابدینؒ امام حسنؓ اور امام حسینؓ کی طرح وظیفہ پاتے تھے۔ اس کے علاوہ بھی یزید ان کو اخراجات کے لئے رقوم دیا کرتا تھا۔ جلاء العیون صفحہ ۲۱۶ پر رقم ہے کہ یزید نے امام زین العابدینؒ کو دو سو دینار طلائی دیئے تو انہوں نے یزید سے لے لئے۔

ان باتوں کو ذہن میں رکھ کر بھلا سوچئے کہ حضرت زین العابدینؒ جنہوں نے سانحہ کربلا اپنی آنکھوں سے دیکھا وہ اگر یزید کو حضرت حسینؓ کا قاتل سمجھتے تو کیا ان کا طرز

عمل ایسا ہی ہوتا؟

مندرجہ بالا اقتباسات اور بعد کے سوالات کی روشنی میں اب آپ خود ہی طے کریں کہ سانحہ کربلا کی ذمہ داری کس حد تک یزید پر ڈالی جا سکتی ہے۔ شیعہ کتب سے تو یہ اندازہ ہوتا ہے کہ اہلِ بیتِ حسین رضی اللہ عنہ نے سانحہ کربلا کو اغیار کی سازش سمجھا اور یزید کو اس کا ذمہ دار نہیں ٹھہرایا۔

بہ عذرِ امتحانِ جذبِ دل کیسا نکل آیا
میں الزام ان کو دیتا تھا قصور اپنا نکل آیا

مذہب اہلِ بیتِ حسین رضی اللہ عنہ

صدیوں کے یکطرفہ اور بے حد و حساب پروپیگنڈے اور تاریخی چالبازیوں سے متاثر اذہان جب سانحہ کربلا کے بارے میں سوچتے ہیں تو غیر شعوری طور پر یہ تصور قائم کر لیتے ہیں کہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ اور اُن کے اہلِ خانہ شیعہ مذہب سے تعلق رکھتے تھے جس کی وجہ سے وہ خلفائے ثلاثہ رضی اللہ عنہم کے وفادار اہلسنت کو چھوڑ کر شیعانِ کوفہ کی دعوت پر کوفہ تشریف لے جا رہے تھے۔ یہ تصور قطعی طور پر حقیقت پر مبنی نہیں۔ اس کے رد کے لئے ہمیں شیعہ مذہب کی

تاریخ اور عقائد پر مختصراً بحث کر کے حقائق کو سامنے لانا ہوگا۔

اگر ہم آج کل مروجہ شیعہ مذہب کی تاریخ کا مطالعہ کریں تو ہمیں اسکی ابتداء ایک سیاسی اختلاف کی صورت میں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے خلافت کے لئے انتخاب کے وقت سے ہی ہوتی نظر آئیگی۔ بقول شیعہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بیعت میں تاخیر کی۔ جواز خواہ کچھ بھی ہو مگر یہ تاخیر بعد میں آنے والے مفاد پرستوں کو نئے مذہب کی تشکیل میں کام آئی۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اپنی وفات سے قبل حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو اپنا خلیفہ نامزد کر چکے تھے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی بلند و بالا شخصیت نے کسی سازش کو پنپنے نہ دیا۔ اور اسلامی فتوحات کا دائرہ دور دراز کے ملکوں تک پھیل گیا جن میں ایران بھی شامل تھا۔ ایران میں مسلم فتوحات کے آگے بند باندھنے کے لئے تیار کردہ ایک سازش حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی شہادت کا سبب بنی۔ یہی سازشی گروہ بعد میں شہادتِ عثمان رضی اللہ عنہ کا سبب بنا۔ اپنے کرتوتوں کے نتائج سے بچنے کے لئے اس گروہ نے حُبِ علی رضی اللہ عنہ کی آڑ لی۔ جنگِ جمل اور صفین انہی کی سازشوں سے وقوع پذیر ہوئیں۔ بعد ازاں جب حضرت علی رضی اللہ عنہ اس گروہ کی خفیہ سرگرمیوں سے آشنا ہوئے اور اس کو کیفر کردار تک پہنچانے کا عزم کیا تو اس گروہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو مسندِ خلافت سے ہٹانے کے لئے پہلے تو ان پر کفر کا فتویٰ دیا اور بعد ازاں انہیں شہید کر کے اپنی راہ سے ہٹا دیا۔ حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے خلافت

سے دستبردار ہو کر اس گروہ سے چپٹنے کی کامیاب تدبیر کی۔ تاہم حضرت حسین رضؓ اُن کے دامِ فریب میں آ ہی گئے۔ بدبختی یہ ہوئی کہ کچھ عربی مسلمان اس عجمی سازش کو سمجھ ہی نہ سکے اور اپنی سادگی اور نیک نیتی کی بنا پر اس گروہ میں شامل ہو گئے۔ یہی گروہ سانحہ کربلا کا بھی باعث بنا۔

مدتوں بعد اس گروہ نے سیاسی مقاصد کے حصول کے لئے اپنے پرانے مذہب کے عقائد کو جن کا اسلام سے دور کا بھی واسطہ نہ تھا اور جن کو انہوں نے اسلام قبول کرنے کے بعد بھی ترک نہیں کیا تھا گذشتہ تاریخوں سے آئمہ سے منسوب کر کے نئے مذہب کا جامہ پہنا دیا اور اسے اُنہوں نے صحیح اسلام کا نام دیا۔ اِن منفی اور باطل عقاید میں سے اہم ترین حسبِ ذیل ہیں۔

۱۔ نظریہ امامت

ا۔ **عقیدہ** ۔ اس عقیدے کی اہم شقیں یہ ہیں۔

(۱) آئمہ حضرات کا تقرر بھی انبیائے کرامؑ کی طرح خداوند تعالےٰ کی طرف سے ہوتا ہے۔

(۲) آئمہ حضرات بھی انبیائے کرامؑ کی طرح معصوم یعنی پاک از گناہِ صغیرہ و کبیرہ ہوتے ہیں۔

(۳) آئمہ پر وحی نازل ہوتی ہے۔

(۴) آئمہ مُفترضُ الطاعتہ ہیں۔ یعنی ہر بات میں انکی اطاعت انبیائے کرامؑ کی طرح فرض ہے۔

(۵) آئمہ انبیائے کرامؑ کی طرح احکامِ شریعت نافذ کرتے ہیں

(۶) آئمہ قرآنِ شریف کے جس حکم کو چاہئیں منسوخ یا معطل کر سکتے ہیں۔

(۷) امامت نبوت سے افضل ہے۔

(۸) آئمہ کو خدائی اختیارات حاصل ہیں۔

ب۔ **تبصرہ** :۔ یہ بات محتاجِ ثبوت نہیں کہ امامت کا جو مفہوم مذہب شیعہ میں آج موجود ہے وہ حضرت حسین رضؓ کے وقت میں نہ تھا۔ امامت کو یہ معنی بہت بعد میں پہنائے گئے۔ حضرت علیؓ نے اپنے دورِ خلافت میں اس قسم کے عقائد کا اظہار کرنے والوں کا قلع قمع کرنے میں کوئی کسر اٹھا نہیں رکھی تھی۔ اور اُن کے سرغنہ عبداللہ ابن سبا کو ایسے غلط نظریات پر زندہ جلوا دیا تھا۔ حضرت حسینؓ کا یقیناً وہی مذہب تھا جو حضرت علی رضؓ کا تھا۔ اور حضرت علیؓ نے مذہب کے لحاظ سے خلفائے ثلاثہؓ کے ساتھ کبھی کوئی اختلاف نہیں کیا۔ وہ پچیس برس تک خلفائے ثلاثہ کی اقتداء میں نمازیں پڑھتے رہے۔ اور اپنے دورِ خلافت میں انہی کے طریق کار پر عمل پیرا رہے۔

۲۔ تحریف قرآن

ا۔ شیعہ مذہب کا دوسرا بڑا عقیدہ تحریفِ قرآن ہے۔ یہ امر کسی سے مخفی نہیں کہ عقیدۂ امامت شیعہ مذہب کی بنیاد ہے۔ چونکہ یہ عقیدہ قرآن مجید اور احادیث نبوی اور خود شیعوں کے آئمہ کے طرزِ عمل سے ثابت نہیں اس لئے شیعہ حضرات کو اس عقیدے کے ثبوت کے لئے بہت پاپڑ بیلنے پڑے آئمہ کے طرزِ عمل کے لئے تقیہ کی اصطلاح ایجاد کی۔ اور قرآن مجید اور احادیثِ نبوی سے ثبوت نہ ملنے کی وجہ سے پہلے تو اس عقیدے کو روایات کے سہارے کھڑا کیا گیا اور بعد ازاں قرآن کی حیثیت کو ہی چیلنج کر دیا گیا۔ تاکہ اگر کوئی قرآن کا حوالہ مانگے تو آسانی سے اس سے جان چھڑائی جاسکے۔ قرآن کے بارے میں شیعوں نے جو عقیدہ اپنایا وہ یہ ہے :-

(۱) موجودہ قرآن خلفائے ثلاثہؓ کا جمع کیا ہوا ہے جو معصوم نہیں۔ اسلئے یہ قرآن صحیح نہیں تسلیم کیا جاسکتا۔

(۲) اصلی قرآن جو امام "معصوم" حضرت علیؓ نے جمع کیا وہ شیعوں کے بارھویں امام کے ساتھ سر من رائے کے غار میں ہے اور امام غائب کے ساتھ ہی کہیں ظہور پذیر ہوگا۔

(۳) موجودہ قرآن سے بے شمار آیتیں اور سورتیں نکال دی گئی ہیں۔

(۴) موجودہ قرآن کی ترتیب بدل دی گئی ہے۔

(۵) موجودہ قرآن میں قابل نفرت اور خلافِ فصاحت و بلاغت عبارتیں داخل کردیگئی ہیں۔

(۶) موجودہ قرآن میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سخت توہین کی گئی ہے۔

(۷) موجودہ قرآن بجائے دین کے بے دینی کی تعلیم دیتا ہے اور اس میں کفر کے ستون قائم کردیئے گئے ہیں۔

ب۔ <u>تبصرہ</u> ۔ جہاں تک عقیدۂ تحریف قرآن کا تعلق ہے۔ تو اس کا سیدھا سا جواب یہ ہے کہ موجودہ قرآن پر تمام صحابہؓ کا اجماع اور اسکی ترتیب پر تمام صحابہؓ کا اتفاق ہی اس کے غیر محرف ہونے کی دلیل ہے۔ اس سے بھی بڑھ کر یہ بات کہ اگر حضرت علیؓ نے کوئی غیر محرف قرآن جمع کیا ہوتا تو وہ اُسے اپنے دورِ خلافت میں ضرور رائج کرتے اس سے صاف ظاہر ہے کہ اجماعِ صحابہ میں حضرت علیؓ بھی شامل تھے۔ اور حضرت حسینؓ یقیناً اپنے باپ کے مذہب پر تھے

۳۔ تقیہ

یہ درحقیقت اعلیٰ درجے کی منافقت کا دوسرا نام ہے۔ شیعہ
حضرات تقیہ کو دس میں سے نو حصے دین قرار دیتے ہیں۔ اس موضو
پر تفصیلی بحث تو بعد میں ہو گی مگر یہاں یہ بتا دینا ضروری ہے ک
شیعہ حضرات نے یہ اصطلاح اپنی گذشتہ تاریخوں سے رائج کر د
مذہب میں اُن حقائق کا جواز پیدا کرنے کے لئے وضع کی جن کی د
کوئی قابلِ قبول تشریح یا توجیہہ نہیں پیش کر سکتے تھے۔ حضرت ع
اور حضرت حسن رضؓ کے طرزِ عمل کو تقیہ کا نام دینا صریح دھا
ہے۔ اور حضرت حسینؓ تو بمع اعوان و انصار علی الاعلان کوفہ ر
ہوئے تھے۔ اگر تقیہ نامی کوئی چیز اس وقت موجود بھی تھی تو ا
نے اسے اپنانے سے انکار کر دیا تھا۔

۴۔ صحابہ کرام سے بُغض

ا۔ شیعوں کا چوتھا بڑا عقیدہ صحابہ کرام سے بُغض و عداوت ہے ا
کے نزدیک رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد
تمام صحابہ کرامؓ جنہوں نے حضرت ابوبکر صدیقؓ کے ہاتھ پر بیعت
کی تھی (اور جن میں حضرت علیؓ بھی شامل تھے) کافر اور مرتد ہو
گئے تھے۔ کیونکہ انہوں نے امام "معصوم" حضرت علیؓ کی بیعت

نہیں کی تھی۔ شیعہ حضرات کے مطابق خلفائے ثلاثہ اور حضرت
علیؓ اور اولادِ علیؓ کے درمیان بغض و عداوت، نفرت و حقارت
کی دیواریں حائل ہو چکی تھیں۔ اسکی وجہ وہ خلفائے ثلاثہؓ اور ان
کے ہمنوا اصحابہؓ کے طرزِ عمل کو قرار دیتے ہیں۔ اِن برگزیدہ ہستیوں
کی توہین و تحقیر یعنی ان پر تبرّا کرنا شیعہ مذہب کا اہم عقیدہ بن
چکا ہے۔

ب۔ تبصرہ۔ شیعہ مذہب کے اس عقیدے کی قلعی خود اُن کے
ابوالائمہ حضرت علیؓ کے طرزِ عمل سے یوں کھل جاتی ہے کہ:۔

(۱) حضرت علیؓ نے خلفائے ثلاثہؓ کے ہاتھ پر بیعت کی اور پچیس
برس تک اُن کے معتمد وزیر اور مشیر رہے۔
(۲) پچیس برس تک خلفائے ثلاثہؓ کی اقتدا میں نماز پڑھتے رہے
(۳) اپنے تین بیٹوں کے نام ابوبکرؓ، عمرؓ، اور عثمانؓ رکھے یہ تینوں
کربلا میں شہید ہوئے۔
(۴) حضرت علیؓ نے حضرت ابوبکرؓ کی بیوہ (والدۂ محمد بن ابوبکرؓ)
سے عقد کیا۔
(۵) حضرت علیؓ نے اپنی بیٹی اُمّ کلثومؓ کا حضرت عمرؓ سے عقد کیا۔
(۶) دورانِ خلافت برسرِ منبر حضرت علیؓ نے خلفائے ثلاثہؓ کی
مدح اور توصیف کی۔

ان حقائق سے یہ بات بھی ثابت ہو جاتی ہے کہ شیعہ مذہب کا یہ

عقیدہ بھی بعد کی پیداوار ہے اور حضرت حسین رضؓ کا اس عقیدے سے کوئی تعلق نہیں تھا۔

مذکورہ بالا شیعہ عقائد اور اُن پر تبصروں سے یہ بات عیاں ہو گئی ہے کہ حضرت حسین رضؓ اور ان کے اعوان و انصار سنی المذہب تھے اُن کا مذہب وہی تھا جو دیگر اہل عرب کا تھا۔ دراصل اس وقت شیعہ مذہب اصول و فروع کے اعتبار سے موجود ہی نہ تھا۔ یہ بعد کی باتیں ہیں جو شیعہ راویوں نے اپنے آئمہ کے سر تھوپ دی ہیں۔

سوال برائے سوال

شیعہ حضرات کہتے ہیں کہ صحابہ کرام رضؓ بھی کئی بار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کفار کے نرغے میں چھوڑ کر بھاگ گئے تھے مگر پھر بھی اہلِ سنت والجماعت ان کو کامل الایمان سمجھتے ہیں۔ اگر شیعان کوفہ نے حضرت حسین رضؓ کو چھوڑ دیا تو وہ کیسے کافر ہو گئے ؟ اُن کو صحابہ کرام رضؓ پر کیوں قیاس نہیں کیا جا سکتا؟

اگر تھوڑا سا غور کیا جائے تو معلوم ہو گا کہ یہ سوال ہی غلط ہے۔ صحابہ کرام رضؓ کسی بھی غزوہ میں رسول اللہ صلعم کو چھوڑ کر نہیں بھاگے تھے۔ جنگ کی وقتی شدت میں پسپائی، دفاعی تدبیر یا غلط فہمی کو بھاگنے پر وہی آدمی محمول کرے گا جو فنِ

سپہ گری سے بالکل ناواقف ہو۔ صحابہ کرام نہ صرف جانثارانِ رسول صلعم تھے بلکہ دشمنانِ رسول صلعم کے سخت ترین دشمن تھے۔ قرآن نے اسی لئے انہیں اشداء علی الکفار کا اعزازی خطاب بخشا۔

شیعہ حضرات پر دراصل بھاگنے کا الزام تو ہے ہی نہیں الزام تو فریب دہی اور قتل کا ہے۔ کیا صحابہ کرام رضؓ نے کبھی ایسا کیا تھا کہ خود رسول صلعم کو بلایا ہو اور پھر خود دشمنوں کی فوج بنکر رسولِ صلعم کے خلاف محاذ آرا ہوئے ہوں ؟

ع شرم تم کو مگر نہیں آتی

سانحۂ کربلا کی وجوہات

اب یہ بات تو پایۂ ثبوت کو پہنچ چکی ہے کہ شیعانِ کوفہ نے ہی حضرت حسین رضؓ اور ان کے رفقاء کو قتل کیا۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ انہوں نے ایسا کیوں کیا۔

درحقیقت شیعوں کے صدیوں کے پروپیگنڈے نے اصلی قاتلانِ حسین رضؓ کے چہروں پر پردہ ڈال رکھا تھا۔ اس لئے تمام جھگڑے ان کی شناخت تک ہی محدود ہو کر رہ جاتے تھے اب جبکہ شناخت کا مرحلہ طے ہو چکا ہے تو جرم کی وجوہات سے پردہ

اٹھانا کوئی مشکل کام نہیں۔

شیعانِ کوفہ کے اس تاریخی فریب اور ظلم کی کئی ایک وجوہات تھیں۔ کچھ تو ذرا سے غور و فکر سے عیاں ہو جاتی ہیں اور کچھ کے لئے تاریخ کا ذرا تفصیلی مطالعہ کرنا پڑتا ہے۔ یہاں یہ بات بھی ذہن میں رکھنی چاہیئے کہ حضرت حسینؓ کو کوفہ بلانے والے اگر واقعی محبانِ آلِ رسول ہوتے اور وہ خود قتلِ حسینؓ کی سازش میں ملوث نہ ہوتے تو کوفہ میں حالات کی تبدیلی سے حضرت حسینؓ کو فوری طور پر آگاہ کرنے کی ہر ممکن کوشش کر گذرتے۔ اِس پس منظر میں ہم سانحۂ کربلا کی اہم وجوہات سے پردہ اٹھائینگے۔

۱۔ <u>پہلی وجہ</u>: عرب اور ایران (بشمولِ کوفہ) ہمیشہ سے دو مختلف تہذیبوں کے مراکز رہے ہیں۔ اور یہ تہذیبیں ہمیشہ سے ایک دوسرے کے حریف رہی ہیں۔ دونوں تہذیبیں اپنی نسلی برتری کی دعویدار رہی ہیں۔ یہ صورتِ حال آج بھی موجود ہے۔ سانحۂ کربلا سے کچھ عرصہ پہلے تک ایرانی تہذیب عروج پر تھی۔ مگر ظہورِ اسلام نے ایرانی تہذیب کی اینٹ سے اینٹ بجا کر رکھ دی تھی۔ ایرانیوں نے اس شکست کا بدلہ لینے کے لئے ایک خاکہ تیار کیا اور حضرت عمر فاروقؓ کے خون سے اس خاکے میں رنگ بھرا۔ حضرت عثمان غنیؓ کے قتل سے اس

خاکے کو کاغذ سے زمین پر منتقل ہونے کی سہولت میسر آ گئی۔ حضرت علیؓ کے قتل سے اس کی بنیادوں کو مزید مضبوطی ملی اور کربلا میں آلِ رسول صلعم کے خون سے ایرانیوں نے اپنا پہلا امام باڑہ تعمیر کر کے اپنے انتقام کی منظم طریقے سے ابتداء کی۔ قتلِ حسینؓ کو جس طرح خود قاتلوں نے اپنے مفاد کے لئے استعمال کیا۔ تاریخ میں اسکی مثال نہیں ملتی۔

۲۔ <u>دوسری وجہ</u>۔ قتلِ حسینؓ کی دوسری اور فوری وجہ شیعانِ کوفہ کے خطوط تھے جو انہوں نے حضرت حسینؓ کو کوفہ بلانے کے لئے لکھے تھے۔ تب تک شیعوں کی مختصر تاریخ اور وسیع چیرہ دستیاں حضرت حسینؓ کی نظروں کے سامنے تھیں منطقی طور پر انہیں شیعانِ کوفہ پر اندھا دھند اعتماد نہیں ہونا چاہیئے تھا۔ اور نہیں تھا۔ اس لئے وہ کوفیوں کے خطوط اپنے ہمراہ لے گئے تھے۔ کوفیوں نے حضرت حسینؓ کو کم و بیش بارہ ہزار خطوط لکھے تھے۔ ڈیڑھ سو خطوط ایسے تھے جن کے حاشیہ پر کئی افراد کے دستخط ثبت تھے۔

خلاصۃ المصائب صفحہ ۵۰ پر لکھا ہے کہ جب کربلا میں ظہر کا وقت ہوا اور اذان ہوئی تو طرفین کے تمام لوگ نماز کیلئے ایک جگہ اکٹھے ہوئے۔ حضرت حسینؓ نے نماز پڑھانے سے قبل اپنے

مخالفین پر ایک دفعہ پھر واضح کیا کہ وہ انہی کے خطوط میں دیئے
گئے بلاوے پر وہاں تشریف لے گئے تھے۔ بعد ازاں
جناب حُر نے خطوط سے لاعلمی کا اظہار کیا تو حضرت حسینؓ
نے خطوط سے بھری ہوئی دو عقیلیاں منگوا کر اور کوفی شیعوں
کے سب خطوط نکال کر اُس کے سامنے ڈھیر کر دیئے۔ اب جبکہ
حضرت حسینؓ نے کوفہ کی بجائے اپنا رخ دمشق کی طرف کر لیا
تھا اور اس بات کا ارادہ کر لیا تھا کہ وہ دمشق جا کر اپنے ابن
عم (چچا زاد بھائی) سے خود معاملے طے کریں گے تو شیعانِ کوفہ
کو اپنی تباہی سامنے نظر آنے لگی۔ شیعانِ کوفہ امویوں کی سخت
گیری سے خوب واقف تھے اور آلِ رسول سے ان کے مراسم
بھی کوفیوں سے چھپے نہ تھے۔ کوفیوں کو معلوم تھا کہ یزید
حضرتِ حسینؓ کے خلاف کوئی قدم اٹھانے کی بجائے (اور نہیں
تو سیاسی فوائد ہی کیلئے) دمشق سے باہر نکل کر قافلہ حسینؓ کا
استقبال کرے گا اور جب حضرت حسینؓ اپنی پوزیشن کی وضاحت
کے لئے یزید کو اہل کوفہ کے خطوط دکھائیں گے تو کوفہ میں قیامت
بپا کر دی جائیگی۔ کوفیوں نے اسی قیامت کو بروقت روکنے
کے لئے کربلا میں کارروائی کا فیصلہ کیا۔ اس کارروائی سے وہ
دو فوائد حاصل کرنا چاہتے تھے۔

ا۔ اپنی سازش کے ثبوت (خطوط) کو تلف کرنا

ب۔ اپنی سازش کو یزید کی خواہش کا نام دیکر اسے اپنی
وفاداری کا یقین دلانا اور انعام و اکرام حاصل کرنا۔

ان کی اس کارروائی نے سانحہ کربلا کو جنم دیا تھا۔ قافلۂ
حسینی سے بچنے والوں کے بیانات جو پچھلے صفحات پر آپ
نے پڑھے اس بات کے شاہد ہیں کہ پہلی تفتیشی رپورٹ (ایف
آئی آر) میں صرف اور صرف شیعان کوفہ کے نام درج ہیں۔
یزید وغیرہ کا نام داستانوں میں تو موجود ہے۔ ایف آئی
آر میں نہیں۔ اور لوگ

ع کچھ زیبِ داستاں کے لئے
بڑھا بھی دیتے ہیں

ذیل میں ہم حضرت حسینؓ کے سر کی یزید کے دربار میں آمد
کی روداد غاز ابن ربیعہ کی زبانی سناتے ہیں۔ جس سے واقعات
کربلا کا اس طرح وقوع پذیر ہونا ثابت ہوتا ہے جیسا کہ ہم بیان
کر چکے ہیں۔

ابنِ زیاد نے حضرت حسینؓ کا سر بانس پر نصب کر کے
زجر بن قیس کے ہاتھ یزید کے پاس بھیج دیا۔ غاز بن ربیعہ کہتا
ہے کہ جس وقت زجر بن قیس وہاں پہنچا میں یزید کے پاس بیٹھا تھا
یزید نے اس سے سوال کیا۔ کیا خبر ہے؟ قاصد نے جواب دیا "فتح
و نصرت کی بشارت لایا ہوں۔ حسینؓ ابن علیؓ اپنے اٹھارہ رشتہ
داروں اور ساٹھ حمایتیوں کے ساتھ ہم تک پہنچے۔ ہم نے انہیں

بڑھ کر روکا اور مطالبہ کیا کہ اپنے آپکو ہمارے حوالے کر دیں ورنہ لڑائی لڑیں۔ انہوں نے اطاعت پر لڑائی کو ترجیح دی۔ چنانچہ ہم نے طلوع آفتاب کے ساتھ ہی ان پر حملہ بول دیا۔ جب تلواریں اُن کے سروں پر پڑنے لگیں تو اس طرح ہر طرف بھاگنے اور جھاڑیوں میں چھپنے لگے جس طرح کبوتر باز سے بھاگتے ہیں اور چھپتے ہیں۔ پھر ہم نے سب کا قلع قمع کر دیا۔ اس وقت ان کے لاشے برہنہ پڑے ہیں اُن کے کپڑے خون میں تر بتر ہیں۔ اُن کے رخسار غبار سے میلے ہو رہے ہیں اُن کے جسم دھوپ کی شدت اور ہوا کی تیزی سے خشک ہو رہے ہیں اور گدھوں کی خوراک بن رہے ہیں"

(ابن جریر کامل و تاریخ کبیر)

راوی کہتا ہے یزید نے یہ سنا تو وہ رونے لگا اور کہا "بغیر قتل حسینؓ کے بھی میں تمہاری اطاعت سے خوش ہو سکتا تھا۔ ابن زیاد پر خدا کی لعنت واللہ اگر میں وہاں ہوتا تو حسینؓ سے ضرور درگذر کرتا۔ خدا حسینؓ کو جوارِ رحمت میں جگہ دے"

راوی کہتا ہے یزید نے قاصد کو کوئی انعام نہیں دیا۔

(جلاء العیون صفحہ ۳۶۹)

۳۔ **تیسری وجہ** ۔ قتل حسین کی تیسری وجہ خود مذہب شیعہ کے باطل عقائد ہیں جن میں نجات۔ شیعہ مذہب کے زبانی اقرار پر منحصر ہے اور شیعہ مذہب ۱۰/۹ حصے تقیہ پر مشتمل ہے۔ اب

ہم قتل حسینؓ کی تیسری وجہ پر اپنی دو سرخیوں کے تحت بحث کرتے ہیں۔

ا۔ مذہب شیعہ کا زبانی اقرار نجات کیلئے کافی ہے!۔

جیسا کہ پچھلے صفحات پر بیان کیا جا چکا ہے کہ شیعہ مذہب چند منفی عقائد کا نام ہے اور بس۔ شیعہ مذہب میں داخل ہو جانے کے بعد نہ تو کسی شخص کو اوامر بجا لانے کی ضرورت ہے نہ ہی نواہی سے بچنے کی۔ نجات کے لئے اس کا شیعہ ہو جانا کافی ہے۔ خواہ اس کے اعمال میں خود اپنے آئمہ کا قتل ہی کیوں نہ شامل ہو۔ عباسی خلیفہ مامون الرشید کے متعلق شیعہ حضرات کا دعویٰ ہے کہ وہ شیعہ تھا۔ اس نے آٹھویں امام کو اپنا ولی عہد مقرر کیا تھا۔ شیعہ یہ بھی کہتے ہیں کہ اس نے آٹھویں امام کو زہر دیکر شہید کیا تھا۔ احتجاج طبرسی صفحہ ۲۳۰ پر مامون الرشید کے متعلق ایک واقعہ درج ہے۔ آپ بھی سنیئے!۔

رُوِیَ اِنَّ المامُونَ قالَ لِقَومِهٖ اَتَدْرُوْنَ مَنْ عَلَّمَنِیَ التَّشَیُّعَ فَقَالَ القَومُ لَا وَاللّٰہِ مَا نَعلَمُ ذَالِكَ قَالَ عَلَّمَنِیَ الرَّشِیدُ قِیلَ

روایت کی گئی ہے کہ مامون نے قوم سے دریافت کیا کہ مجھے مذہب شیعہ کس نے سکھایا۔ تو قوم نے جواب دیا خدا کی قسم ہم کو تو کوئی علم نہیں۔ تو مامون نے انہیں

لَهٗ كَيْفَ ذٰلِكَ وَكَانَ يَقْتُلُ
أَهْلَ الْبَيْتِ قَالَ يَقْتُلُهُمْ
عَلَى الْمُلْكِ لِأَنَّ الْمُلْكَ
عَقِيْمٌ

بتایا کہ ہارون الرشید
سکھایا۔ مامون کو کہا گیا و
کس طرح تھا وہ تو اہل بیت
قتل کرتا تھا۔ تو مامون
جواب دیا کہ بوجہ حکومت
قتل کرتا تھا اور حکومت
شرکت چیز ہے۔

یعنی قتل اہل بیت سے تشیع میں کوئی خلل نہیں آتا جبکہ
کی بات یہ ہے کہ مامون الرشید کی اس منطق اور اس پر
کے باوجود اسے شیعہ مذہب سے خارج نہیں کیا گیا
یزید کو بھی کیوں موردِ الزام ٹھہرایا جائے۔ اس نے
بقولِ شیعہ حضرات حکومت ہی کی وجہ سے حضرت حسینؓ
آن کے اہلِ بیت کو قتل کرایا تھا۔ ضمنی طور پر یہ بھی معلوم
ہو گیا کہ جس طرح مذہب شیعہ میں حکومت بے شرکت چیز
ہے اور اس کے لئے قتلِ امام جائز ہے اسی طرح امام سے
متوقع خطرے کی صورت میں اور حاکمِ وقت کی خوشنودی
کے لئے بھی امام کا قتل جائز ہے۔ چہ خوب۔ کربلا میں کاروائی
کرنے سے پہلے شیعہ حضرات نے حضرت حسینؓ کے قتل کو (ا
لئے جائز کر لیا تھا۔

تقیہ

تقیہ :۔ قتل حسینؓ میں شیعہ حضرات کے تقیہ کا بھی بڑا ہاتھ ہے۔ تقیہ کا مطلب ایک شیعہ شاعر کا یہ شعر کسی حد تک واضح کر سکے گا۔

ع بفیضِ مصلحت ایسا بھی ہوتا ہے زمانے میں
کہ راہزن کو امیرِ کارواں کہنا ہی پڑتا ہے

لیکن دلچسپ بات یہ ہے کہ شیعہ حضرات اس مصلحت کو کھینچ کر بہت دور لے گئے ہیں۔ اصولِ کافی صفحہ ۴۸۲ پر حدیثِ دوم میں حضرت جعفر صادقؒ سے یوں منقول ہے :-

بَا عُمَرَ اِنَّ تِسْعَةَ نَارِ الدِّيْنِ فِي التَّقِيَّةِ ىْ لِمَنْ لَا تَقِيَّةَ ۔	اے ابا عمر دین کے دس میں سے نو حصے تقیہ کرنے میں ہیں۔ جو تقیہ نہیں کرتا وہ بے دین ہے۔

اب رہزن کو امیرِ کارواں کہنا اگر ۱۰/۹ حصے دین ہے تو رہزن امیرِ کارواں کے حکم پر حقیقی امیرِ کارواں کو قتل کرنا تو مکمل دین ہوا۔ اور اگر یہی دین ہے تو کارِ ثواب ہے۔ یعنی کہ بحالتِ تقیہ امام کو بُرا کہنا۔ گالی دینا حتیٰ کہ اسے قتل کرنا عین دین ہے۔ اب یہ شیعہ حضرات کی مرضی پر منحصر ہے کہ وہ خود کربلا میں کاروائی دین کے کس درجے پر فائز دیکھنا چاہتے ہیں :-

ایک شیعہ نے تو حضرت علیؓ کو شہید کر کے تقیہ میں سب سے

بڑا اعزاز حاصل کیا۔

(۲) چند دوسرے شیعوں نے تقیہ کا ثواب لوٹنے کے لئے حضرت حسنؓ کو لوٹا اور زخمی کیا (حالانکہ بقول شیعہ ا... وقت حضرت حسنؓ خود بھی تقیہ کر چکے تھے)

(۳) خود حضرت علیؓ نے بقول شیعہ رسول صلعم کی وفات ... سے کر اپنی وفات تک تمام عمر تقیہ میں گذار دی۔ ا... بے حد وحساب ثواب کمایا۔

(۴) جبتک حضرت حسینؓ نے حضرت معاویہؓ کی بیعت ق... رکھی اپنا ۹/۱۰ حصہ دین سلامت رکھا جونہی انہوں ... تقیہ ترک کیا وہ دین گنوا بیٹھے۔ اُدھر یزید کے ڈر... تمام شیعہ برادری جو کئی لاکھ کی تعداد میں تھی فوراً تقیہ... گئی۔ چونکہ حضرت حسینؓ نے تقیہ کی طرف رجوع کرنے... انکار کر دیا تھا۔ اس لئے کربلا میں شیعانِ کوفہ نے ... ایمان کا مظاہرہ کر کے ثواب دارین کمایا۔

(۵) جب یزید نے ان کے تقیہ کی قدر کرنے سے انکار کر... تو انہوں نے اپنے تقیہ کا رنگ بدل کر لے محبان اہل... علیؓ کا رنگ دے دیا اور اس کا رُخ یزید کی طرف ک... دیا۔

ع سودا دست بدستی یار و قدر نہیں ادھار کی

یہاں اس باب میں شیعہ کی چند اور دلچسپ روایتیں ملاحظہ کر لیجئے تاکہ تشنگی باقی نہ رہے :-

(۱) اصولِ کافی صفحہ ۲۸۴ :-

عَن ابی عبدِ اللہِ قالَ انَّ مَثَلَ ابی طالبٍ مَثَلُ اصحابِ الکھفِ اَسرّوا الایمانَ وَاظھروا الشِّرکَ فاتاھُم اللہُ اجرَھُم مرَّتینِ۔

حضرت جعفر صادقؒ سے روایت ہے کہ ابو طالب کی مثال اصحابِ کہف کی ہے کہ انہوں نے ایمان چھپا رکھا تھا اور کفر ظاہر کیا ہوا تھا تو اس پر اللہ نے انہیں دُگنا ثواب دیا۔

(۲) تفسیر امام حسن عسکری مطبوعہ ایران صفحہ ۱۲۹ پر تقیہ کی اہمیت کی بابت حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ایک (موضوع) حدیث روایت کر دیگئی ہے :-

قالَ رسولُ اللہِ مَثَلُ المؤمنِ لا تقیّۃَ لہٗ کمَثَلِ جسدٍ لا راسَ لہٗ۔

رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تارکِ تقیہ مومن کی مثال ایسی ہے جیسا بدن بغیر سر کے۔

شیعانِ کوفہ نے شاید کربلا میں اسی (موضوع) حدیث کو عملی جامہ پہنانے کے لئے حضرت حسینؓ کو شہید کیا اور پھر اُن کا سر تن سے جدا کر کے یزید کے پاس بھجوا دیا۔ کیونکہ ان کے

نز دیک حسینؓ تارکِ تقیہ تھے۔

(۳) اسی تفسیر کے اسی صفحہ (۱۲۹) پر لکھا ہے کہ تارکِ تقیہ جہنمی ہے اور اس کی نجات نہیں :-

قَالَ عَلِیُّ بْنُ الْحُسَیْنِ یَغْفِرُ اللّٰہُ لِلْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ کُلِّ ذَنْبٍ وَ یُطَهِّرُهُ فِی الدُّنْیَا مَا خَلَا ذَنْبَیْنِ تَرْكُ التَّقِیَّةِ وَ تَضْیِیْعُ حُقُوْقِ الْاِخْوَانِ ۔

حضرت زین العابدین رح نے فرمایا اللہ مومن کے تمام گناہ بخش دیگا اور دنیا سے پاک کرکے نکالے گا مگر دو گناہ نہ بخشے گا ایک تقیہ کو چھوڑنا دوسرا بھائیوں کے حقوق ضائع کرنا۔

اب آپ ان شیعہ روایتوں (احادیث) کو بغور پڑھیں تو آپکو معلوم ہوگا کہ تقیہ کرکے شیعہ حضرات :-

(ا) کفر باللہ کریں۔

(ب) خدا تعالےٰ سے شرک کریں۔

(ج) زنار پہن لیں۔

(د) بتوں کو سجدہ کریں۔

(ر) آئمہ کو قتل کریں۔

تو وہ دگنے ثواب کے مستحق ٹھہرتے ہیں۔ حضرت حسینؓ نے تقیہ ترک کرکے شیعوں کو ثواب لوٹنے پر مجبور کر دیا تھا۔ اگر ابن زیاد وغیرہ شیعانِ کوفہ کو قتل حسینؓ پر مجبور کرتے اور شیعہ حضرات انکار کر

دیتے اور نتیجتاً مارے جاتے تو اس صورت میں تارک تقیہ ہونے کی بنا پر وہ حرام موت مرتے۔ اس لئے انہوں نے اپنے لئے حلال زندگی کا راستہ منتخب کیا۔

اگر شیعہ مذہب پر قتل حسینؓ کے ضمن میں بحث کو یہیں ختم کر دیا جائے تو موضوع کے ساتھ شاید انصاف نہ ہو۔ آیئے شیعہ مذہب کے چند اور عقائد پر اسی ضمن میں بحث کرتے ہیں۔

موت آئمہ کے اختیار میں ہے

اصولِ کافی صفحہ ۱۵۸ (نول کشور) پر ایک شیعہ عقیدہ یوں رقم ہے :-

اِنَّ الْاَئِمَّةَ یَعْلَمُوْنَ حَتّٰی یَمُوْتُوْنَ وَاَنَّهُمْ لَا یَمُوْتُوْنَ اِلَّا بِاخْتِیَارِهِمْ ۔

بہ تحقیق آئمہ کرام اپنی موت کے دن کو جانتے ہیں کہ وہ کب مرینگے۔ اور بہ تحقیق وہ اپنے اختیار سے مرتے ہیں۔

لیجئے۔ جب حضرت حسینؓ اپنے اختیار سے مرے ہیں تو پھر یہ رونا پیٹنا کیسا؟ میں حیران ہوں کہ جب حضرت حسینؓ کو معلوم تھا کہ وہ کربلا میں قتل کر دیئے جائیں گے تو پھر انہوں نے جان بوجھ کر خود کو ہلاکت میں کیوں ڈالا؟ کیا ایسا کرنا صریحاً حرام نہیں؟

چلو حضرت حسینؓ تو اپنے اختیار سے اپنے انجام کو پہنچے مگر انہوں نے اپنے اعوان و انصار کو کیوں عملاً ہلاکت میں ڈالا۔ کیوں شیعہ حضرات۔ کیا

حضرت حسینؓ نے معاذ اللہ یہ سوچ رکھا تھا کہ پہنچ تو کربلا میں بہر حال اپنے انجام کو پہنچنا ہے۔ ان لوگوں کو بھی کیوں نہ ساتھ لیتا چلوں۔ اس صورت میں باقی لوگوں کا قتل کس کے سر ہوا؟

اب اسی عقیدے کو ذرا اور پھیلایا جائے تو معلوم ہو گا کہ یہ بات حضرت علیؓ کے علم میں تھی۔ کہ حضرت حسنؓ نے خلافت حضرت معاویہؓ کو حوالے کر دینی ہے۔ حضرت معاویہؓ نے یزید کے حوالے کر دینی ہے پھر یزید نے حضرت حسینؓ کو شہید کر دینا ہے۔ تو از روئے انصاف آپ ہی بتایئے کہ قتلِ حسینؓ کی سازش کی بنیاد کس نے رکھی؟

امام کو حلت و حرمت کے اختیارات حاصل ہیں

یہاں ہم اس ضمن میں شیعہ حضرات کا ایک اور عقیدہ زیر بحث لاتے ہیں۔ اصول کافی صفحہ ۲۷۸ پر امام تقیؒ سے روایت ہے۔

فَهُمْ يُحِلُّوْنَ مَا يَشَاءُوْنَ وَيُحَرِّمُوْنَ مَا يَشَاءُوْنَ۔	پس آئمہ حلال کر لیتے تھے جس کو چاہتے تھے اور حرام بنا دیتے تھے جس کو چاہتے تھے

تو اس تمام بحث سے نتیجہ یہ نکلا کہ:-

۱۔ حضرت علیؓ کو علم تھا کہ حضرت حسنؓ نے خلافت حضرت معاویہؓ کے سپرد کر دینی ہے۔

۲۔ حضرت حسنؓ کو علم تھا کہ حضرت معاویہؓ نے خلافت یزید کے سپرد کر دینی ہے۔

۳۔ حضرت حسینؓ کو علم تھا کہ وہ خود بھی قتل کر دیئے جائیں گے اور ان کے اعوان و انصار بھی تباہی سے دوچار ہوں گے مگر پہلے دو آئمہ نے حضرت حسینؓ کا قتل اپنے اوپر حلال کر لیا تھا اور خود حضرت حسینؓ نے اپنا اور اپنے اعوان و انصار کا قتل اپنے اوپر حلال کر لیا تھا

ع اک معمہ ہے سمجھنے کا نہ سمجھانے کا

مگر اس پر یہ سوال ہو سکتا ہے کہ جب قتل حسینؓ از روئے مذہب شیعہ حلال قرار دیا جا چکا تھا تو پھر قاتلانِ حسینؓ مجرم تو نہ ٹھہرے کیونکہ کارِ حلال کا سرانجام دینے والا ثواب کا مستحق ہوتا ہے نہ کہ مجرم؟

ع کوئی بتلائے کہ ہم بتلائیں کیا

حاصل گفتگو

تمام دلائل اور شواہد جو کہ مناظرے کے لئے تیار کئے گئے اُن سے مندرجہ ذیل باتیں زیر بحث آ کر پایہ ثبوت کو پہنچیں:-

۱۔ مدعیان نے قتلِ حسینؓ کا دعویٰ شیعانِ کوفہ پر دائر کیا ہے۔

۲۔ مدعیان آئمہ اور اہل بیتِ آئمہ ہیں جو تمام مسلمانوں کے نزدیک لائق احترام ہیں۔ بقولِ شیعہ وہ معصوم ہیں۔ سب سے بڑی بات یہ ہے کہ ان کے پاس غلط بیانی کی کوئی وجہ موجود نہیں اس لئے وہ اپنے دعویٰ میں صادق ہیں۔

۳۔ قاتلانِ حسینؓ خود اپنے جرم کا اقرار کر چکے ہیں۔

جو شیعہ حضرات اہلِ سنت والجماعت کو قتلِ حسین رضی کا ذمہ دار ٹھہرا

ہیں تو ہماری ان سے درخواست ہے کہ وہ :-

۱- اہلسنت والجماعت کے خلاف مدعیان کے دعویٰ کی نقول پیش کریں

۲- ثبوت پیش کریں کہ اہلِ سنت والجماعت نے خطوط لکھ کر یا کسی اور طریقہ سے حضرت حسین رض کو کوفہ مدعو کیا تھا۔

۳- ثبوت پیش کریں کہ کوفہ میں اہل سنت والجماعت رہتے تھے اور دورانِ جنگ وہ حضرت حسین رض کی مخالف فوج میں شامل تھے۔

۴- اہلسنت والجماعت نے اگر کہیں پر اقرارِ جرم کیا ہے تو اسکی نقل پیش کی جائے۔

۵- گواہ کے طور پر آئمہ یا انہی کی حیثیت کے لوگ پیش کئے جائیں۔

وگرنہ ہم یہ اعلان کرنے میں حق بجانب ہونگے کہ یہ ماتم یہ تعزیہ داری تقیہ کے سوا کچھ بھی نہیں۔ یہ شناخت سے بچنے کے لئے خود چور شور مچانا ہے۔ چور ! چور !! چور !!!

کتابیات

۱- نہج البلاغتہ	۶- جلاء العیون
۲- ذبح عظیم	۷- احتجاج طبرسی
۳- ناسخ التواریخ	۸- رجال کشی
۴- مجالس المؤمنین	۹- نہج الاحزان
۵- خلاصتہ المصائب	۱۰- طراز مذہب مظفری